مسلسل اشاعت کا بائیسواں سال
ماہنامہ معارف رضا کراچی
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل
اسلامی جمہوریہ پاکستان
E.mail: marifraza@hotmail.com

بانی: مولانا سید محمد ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مسلسل اشاعت کا بائیسواں سال

ماہنامہ معارفِ رضا کراچی

شمارہ نمبر (55) رمضان المبارک 1423ھ دسمبر 2002ء

مدیر اعلیٰ: صاحبزادہ وجاہت رسول قادری

مدیر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

مشاورت

مشمولات

ھدیہ فی شمارہ =/10 روپیہ سالانہ =/120 روپیہ
بیرونی ممالک =/10 ڈالر سالانہ لائف ممبر شپ =/300 ڈالر

نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارف رضا" ارسال کریں چیک قابل قبول نہیں

25، جاپان مینشن، ریگل چوک صدر، کراچی 74400 فون: 021-7725150
فیکس: 021-7732369، ای میل: marifraza@hotmail.com

(پبلشرز مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اپنی بات

سید وجاہت رسول قادری

سعید عید مبارک

قارئین کرام!

ابھی ابھی ہم پر رمضان المبارک کا رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ سایہ فگن رہا ہے جس کی برکات سے ہم مستفیض ہوئے۔ اس ماہ مبارک میں وہی کامیاب رہا جس نے تزکیۂ نفس کیا اور تقویٰ اختیار کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

"قدافلح من تزکیٰ وذکر اسم ربہ فصلی" (الاعلیٰ:۸۷:۱۴،۱۵) یعنی: بیشک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا، اور اپنے رب کا نام لیکر نماز پڑھی۔

اس آیۂ کریمہ کی تشریح میں سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی، پیران پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ معنی یہ ہوئے کہ جس کو زکوٰۃ ادا کرنے اور ایمان وتقویٰ کو گناہوں سے پاک رکھنے کے توفیق مل گئی وہ خوش نصیب ہوگیا اور جس نے تزکیہ نہ کیا یعنی زکوٰۃ نہ دی اور گناہوں سے اپنے اعمال کو پاک نہ رکھا اس کے لئے کوئی فلاح نہیں۔

اے رمضان المبارک کے مہینے تجھ پر سلام! اے ایمان کے مہینے تجھ پر سلام، نزول قرآن وتلاوت کے مہینے تجھ پر سلام، ماہ انوار وبخشش ومغفرت تجھ پر سلام، اپنے حبیب ﷺ کے صدقے الٰہی ہم کو بھی ان لوگوں میں شامل فرمادے جن کے روزے اور نمازیں تو نے قبول فرمائی ہیں۔ اور جن کی برائیوں کو تو نے نیکیوں سے بدل دیا ہے اور جن کو تو نے اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمایا اور ان کے مراتب کو بلند فرمایا یا ارحم الراحمین!

رمضان المبارک کے بعد شوال المکرم کا مہینہ ہے جسے ماہ فطر بھی کہتے ہیں یہ ان لوگوں کے لئے جنہوں نے رمضان المبارک کے مہینے میں صرف اللہ کی رضا کی خاطر روزہ رکھے، تلاوت وسماعت قرآن کریم کی سعادت حاصل کی، زکوٰۃ وخیرات دی، عبادات میں مشغول رہے اور تقویٰ اختیار کیا، ایسے تمام لوگوں کے لئے، شوال المکرم کا مہینہ انعام واکرام کا مہینہ ہے۔ اس کا پہلا دن یعنی یکم شوال ان کی عید کا دن اور گناہوں سے مغفرت کا دن ہے۔ عید کو عید اسلئے کہا جاتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس دن اپنے بندوں کو بار بار فرحت وشادمانی سے نوازتا ہے اس طرح ''عید''، ''عود'' سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں منافع، اسلئے کہ آج کے دن اللہ رحمٰن ورحیم کی طرف سے بندہ کو منافع، انعامات واکرامات حاصل ہوتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ایک حدیث شریف میں شب عید الفطر کا نام ''شب جائزہ'' (یعنی انعام کی رات) آیا ہے۔ عید کے دن، بارگاہ الٰہی میں اظہار تشکر کا دن ہے آج کے دن جو لوگ لہو ولعب، منہیات ومنکرات اور ناچ گانے میں مبتلا ہونے کو عید کی خوشیوں کے اظہار کا ذریعہ سمجھتے ہیں وہ ماہ رمضان المبارک میں حاصل کی ہوئی اپنی نیکیوں کو چند لمحوں میں نہ صرف برباد کردیتے ہیں بلکہ اپنے اس عمل سے اللہ جل مجدہ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب [illegible]

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''عید منانے کا اسلامی تصور کیا ہے'' اس کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''عید میں عمدہ اور اچھا لباس پہننے، عمدہ اور لذیز کھانا کھانے، حسین عوتوں سے معانقہ کرنے، اور لذت وشہوات سے لطف اندوز ہونے سے عید نہیں ہوتی ہے، بلکہ مسلمان کی عید ہوتی ہے طاعت و بندگی کی علامات کے ظاہر ہونے سے، گناہوں اور خطاؤں سے دوری سے، سیّئات کے عوض حسنات کے حصول سے، درجات کی بلندی کی بشارت اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلعتیں، بخششیں اور کرامتیں حاصل ہونے سے، نور ایمان سے سینہ کی روشنی، قوت یقین، اور دوسری نمایاں علامات کے سبب دل میں سکون پیدا ہوجانے سے، علوم وفنون اور حکمتوں کا دل کے اتھا سمندر سے نکل کر زبان پر رواں ہوجانے سے، عید کی حقیقی مسرتیں حاصل ہوتی ہیں''

اس سلسلے میں امیر المومنین سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بڑا خوبصورت ارشاد فرمایا ہے فرماتے ہیں کے:

''کہ ہر وہ دن ہمارے لئے عید کا دن ہے جس دن ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی نہ کریں''

لہذا ان ارشادات کی روشنی میں ہر صاحب عقل وشعور کے لئے مناسب وزیبا رویہ یہ ہے کہ ماہ رمضان المبارک کے صوم یعنی روزوں کے اسلامی فلسفے پر نظر رکھے یعنی ''لعلکم تتقون'' (تاکہ تم تقویٰ والے ہوجاؤ) عید کے ظاہر پر نظر نہ کرے بلکہ اس کی روح اور باطن کو سمجھے۔ اگر ہم اس فکر کو اپنالیں تو وہ دن دور نہیں کہ مسلمان ایک باکردار، باشعور اور باغیرت قوم کی حیثیت سے اقوام عالم میں اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کرلیں۔

☆☆☆

تاجدار بریلی کا جشن ولادت

۱۰ رشوال المکرّم کو عظیم عبقری شخصیت، مجدد ملت حاضرہ، امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کا یوم ولادت ہے۔ آپ ۱۰ رشوال المکرم ۱۲۷۲ھ/ ۱۴ رجون ۱۸۵۶ء کو یوپی کے شہر بریلی شریف میں پیدا ہوئے اور تقریباً ۶۸ رسال علم وعرفان اور عشق مصطفیٰ ﷺ کے نور کی روشنی بکھیرنے کے بعد اپنے مالک حقیقی کی بارگاہ عالی میں واپس تشریف لے گئے۔

امام احمد رضا نے اپنی ولادت باسعادت کی تاریخ اس آیت کریمہ سے استخراج کی:

''اولئك كتب فى قلوبهم الايمان و ايدهم بروح منه''

(یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا ہے اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ سے ان کی مدد فرمائی)

دیکھا جائے تو ان کی کتاب زندگی کا ورق ورق اس آیت کریمہ کی تفسیر ہے۔ وہ خود فرماتے ہیں:

''بحمد اللہ تعالیٰ بچپن سے مجھے نفرت ہے اعداء اللہ سے اور میرے بچوں اور بچوں کے بچوں کو بھی بفضل اللہ تعالیٰ عداوت اعداء اللہ گھٹی میں پلادی گئی ہے، بحمد اللہ اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا ''لا الہ الا اللہ'' دوسرے پر لکھا ہوگا ''محمد رسول اللہ'' جلا جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اور بحمد اللہ ہر بد مذہب پر فتح پائی''

ایمان کی اس پختگی اور عقیدے کی مضبوطی کی بناء پرانہوں نے تمام عمر اللہ تبارک وتعالیٰ اور سید عالم ﷺ کی بارگاہوں کے گستاخوں کی بیخ کنی میں بسر کی، ایسا شخص بھلا احتمال کے درجہ میں بھی ان مقدس بارگاہوں میں گستاخی کیسے برداشت کرسکتا تھا۔ وہ چودھویں صدی ہجری کے یکتائے روزگار عالم دین ہیں کہ جس کی تبحر علمی، وسعت اطلاعات، قوت استدلال اور کثرت تصانیف میں ان کے ہم عصروں سے لیکر آج تک عالم اسلام میں کوئی ان کا مد مقابل دکھائی نہیں دیتا۔ ستر سے زیادہ علوم وفنون، قدیمہ وجدیدہ میں ان کی ایک ہزار سے زیادہ تصانیف اس حقیقت پر شاہد وعادل ہیں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے جو کچھ لکھا محض رضائے الٰہی اور اس کے حبیب مکرم ﷺ کی خوشنودی کی خاطر لکھا، یہی وجہ ہے کہ صاحب ثروت مریدوں اور عقیدتمندوں کے ہوتے ہوئے ان کی تصانیف مکمل طور پر آج تک شائع نہ ہوسکیں کیونکہ غیرت ایمانی نے گوارہ نہ کیا کہ اپنی تصانیف کی اشاعت کے لئے ''اہل دول'' کی خوشامد یا ثناخوانی کریں، ایک مرتبہ نانپارہ اسٹیٹ کے نواب صاحب نے حضرت محدث بریلوی کو یہ پیغام بھجوایا کہ اگر وہ ان کو مدح میں ایک قصیدہ لکھ دیں تو ان کی تصانیف کی اشاعت اور دارالعلوم کے اخراجات کا بندوبست کردیا جائے گا۔ آپ نے اس کے جواب میں ایک مرصع نعتیہ قصیدہ لکھ کر بھجوادیا، جس کا مقطع یہ ہے ؎

کروں مدح اہل دول رضا، پڑے اس بلا میں میری بلا　　　میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرادین پارۂ ناں نہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ کبھی اخلاص فی الدین کو ضائع نہیں فرماتا۔ یہ ان کے اخلاص کی ہی برکت ہے کہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی شہرت میں اضافہ ہورہا ہے اہل قلم واہل علم ان کی نگارشات اور ان کے علمی کارناموں کی طرف متوجہ ہورہے ہیں اور دنیا کی ۲۵/ سے زیادہ یونیورسٹیوں میں ان پر تحقیقی کام ہورہا ہے۔

امام صاحب نے دینی خدمات کے علاوہ سیاسی ومعاشی اور ملی سطح پر بھی مسلمانوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ وہ نظریۂ پاکستان (دوقومی نظریہ) کے اولین مبلغین میں سے ہیں۔ تحریک پاکستان کے حوالے سے ان کے مریدین اور متوسلین علمائے اہل سنت کی ناقابل فراموش خدمات ہیں۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان اور علمائے اہل سنت کی یہ خدمات اور کارنامے اس قابل ہیں کہ ہر سال ان کا یوم ولادت اور یوم وصال پروقار طریقہ سے منایا جائے، علمی مجالس/سیمینار منعقد کریں۔ ان کو خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کی حیات اور کارناموں کو خالص تحقیقی وعلمی انداز اور تاریخی پس منظر میں قلمبند کرکے عوام کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس سے جہاں عوام الناس خصوصاً نئی نسل کے علم وآگہی میں اضافہ ہوگا وہیں اہل علم وتحقیق کے لئے تشویق وترغیب کا سامان بہم ہوگا۔ تحقیق کے نئے باب کھلیں گے اور حقائق کی روشنی میں تاریخی فروگزاشتوں اور بدیانتیوں کا ازالہ ہوگا اور تاریخ نویسی میں غیر جانبدارانہ نظریہ کو فروغ ملے گا۔

ان شاء اللہ

☆☆☆

صاف لکھ
کچھ فرق
نیز یہ پہلے
عوام کا خیا
کہا جاتا
دیوبند فرما
''حض
العالم
اسرا
صد
ملاحظہ فر
نانوتوی
''ا
جو
اللہ

قادیانیت دیوبند کی خانہ ساز ''نبوت'' کا نام

مصنف: خلیفۂ مفتی اعظم ہند حضرت مفتی عبدالوہاب خان قادری رضوی
تبصرہ: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

ختمِ نبوت کا انکار دارالعلوم دیوبند سے شروع ہوا اور صاف لکھ دیا کہ بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا یعنی حضور ﷺ کے بعد نبی کا پیدا ہونا ممکن مانا، نیز یہ پہلے بتا دیا گیا کہ حضور ﷺ آخری نبی نہیں، آخری نبی جاننا عوام کا خیال ہے۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی (جنہیں بانی دارالعلوم دیوبند کہا جاتا ہے)، جن کے متعلق مولوی حسین احمد صدر المدرسین دیوبند فرماتے ہیں:

''حضرت مولانا شمس الاسلام والمسلمین، حجۃ اللہ علی العالمین، مرکز دائرۃ التحقیق وتدقیق، قطب افلاک الحکم و اسرار التشریع والتخلیق مولانا محمد قاسم النانوتوی الحنفی صدیقی''۔ (الشہاب الثاقب، صفحہ ۶۷، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

دیوبندی دین میں ان کے مراتب عالیہ بغور خوض ملاحظہ فرمایئے اور ان کا کلام نرالا نظام ملاحظہ ہو، مولوی محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں:

''اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو، سو عوام کے خیال میں رسول اللہ (ﷺ) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن الرسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مداح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقامِ مداح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہلِ اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی (بکواس) کا وہم ہے''

(تحذیر الناس، صفحہ ۲-۳، کتب خانہ اعزازیہ دیوبند، اور تحذیر الناس، صفحہ ۴-۵، مطبوعہ ۱۹۷۶ء دارالاشاعت مقابل مولوی، مسافر خانہ، کراچی)

مولوی قاسم صاحب اس عبارت میں دعویٰ کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ آخری نبی نہیں ہیں کیونکہ یہ عوام کا خیال ہے۔ اہلِ فہم دانشمندوں کے نزدیک اول و آخر آنے میں کوئی فضیلت نہیں۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا''

(تحذیر الناس، صفحہ ۲۴، کتب خانہ اعزازیہ دیوبند، اور مطبوعہ ۱۹۷۶، تحذیر الناس صفحہ ۳۴، دارالاشاعت، کراچی)

غور طلب امر یہ ہے کہ اللہ عزوجل "خاتم النبیین" فرمائے، حضور ﷺ "انا خاتم النبین لانبی بعدی" فرمائیں اور خلفائے راشدین اور صحابہ کرام، تابعین اور آئمہ مجتہدین اور اولیاء کاملین، سلفِ صالحین، علماء عالمین اور سارے مسلمین حضور ﷺ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانے کے بعد اور آخری نبی ہونے پر ایمان لائیں۔ بانی دارالعلوم دیوبند نے سب کو عوام کی صف میں کھڑا کر کے اہلِ فہم یعنی دانشمندوں کے مقابل ٹھہرایا اور معاذ اللہ سب کو جاہل اور ناسمجھ بتایا اور اپنی نبوت کے لئے میدان ہموار کیا۔ یہ تو موت کے شکنجہ میں گرفتار ہو کر قید خانہ ابدی کو سدھارے، ان کے فرزند ارجمند غلام احمد قادیانی نے ان کی موت کے بعد نبوت کا دعویٰ کر دیا اور دلیل اس عبارت کو بنایا لہٰذا جماعتِ احمدیہ آج بھی اس عبارت کو دلیل میں پیش کرتی ہے اور اپنی کتاب "آیت خاتم النبین اور جماعت احمدیہ کا مسلک" میں بطور سند تحریر کرتے ہیں:

"مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء فرماتے ہیں، عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن الرسول اللہ و خاتم النبین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخرِ زمانی صحیح ہوسکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہلِ اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی۔ (تحذیر الناس، صفحہ ۳)

نوٹ: خط کشیدہ الفاظ خاص طور پر پڑھنے کے لائق ہیں، وہ کیا فرق ہے جو عوام اور اہلِ فہم کے مذہب میں ہے اور اہلِ اسلام کو کیا بات گوارا نہیں؟ موازنہ فرمایئے اور جماعت احمدیہ کا مذہب، مذہب اہلِ فہم اور اہلِ اسلام والا ہے یا مخالفین جماعت کا؟

(آیت خاتم النبین اور جماعت احمدیہ کا مسلک، پیشکش وقف جدید انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان، صفحہ ۲۲)

معلوم ہوا کہ قادیانی دین کو دارالعلوم دیوبند نے جنم دیا اس سے قبل قادیانیت معدوم اور مفقود تھی۔ ختم نبوت ایمانی اور ایقانی عقیدہ ہے، عہدِ رسالت سے لے کر جب تک اسلام باقی ہے اور مسلمان موجود ہیں ان سب کا یہی عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ خاتم النبیین آخری نبی ہیں کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانے کے بعد ہے اور آپ آخری نبی ہیں، مگر دارالعلوم دیوبند کے بانی اس کو عوام کا خیال یعنی بے علم نادانوں کا خیال کہہ کر اہل فہم یعنی دانشمندوں کے خلاف بتایا۔ (لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم)

دیوبندی دین میں مولوی رشید احمد گنگوہی کا منصب محتاج تعارف نہیں لیکن عامۃ المسلمین کی بارگاہ میں بطور یادداشت عرض ہے، یہ دیکھئے مولوی حسین احمد صاحب صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند، مولوی رشید احمد گنگوہی کے درجاتِ فاضلہ اس طرح بیان فرماتے ہیں، ھو ھذا:

"حضرت مولانا شمس العلماء العلمین، بدر الفضلاء الکاملین، ابو حنیفہ الزمان، جنید الدوران، امام ربانی، محبوب سبحانی، جناب مولوی حافظ حاجی رشید احمد گنگوہی"

(الشہاب الثاقب، صفحہ ۸۵، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

بار بار پڑھیئے اور سر دھنیئے!

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی، رشید احمد گنگوہی کے متعلق فرماتے ہیں:

''قطب عالم، قدوة العلماء، غوث الاعظم، اسوة الفقہاء و جامع الفضائل والفواضل العلیہ، مستجمع الصفات والخصائل الہیتہ السنیہ، حامی دین مبین، مجدد زمان، وسیلتنا الی اللہ الصمد الذی لم یلد ولم یولد، شیخ المشائخ مولانا الحافظ الحاج المولوی رشید احمد صاحب گنگوہی'' (تذکرۃ الرشید، جلد اول، صفحہ ۲، مکتبہ بحر العلوم این پی ۱۶، غلام شاہ اسٹریٹ جونا مارکیٹ، کراچی)

بغور ملاحظہ کیجئے اور گنگوہی صاحب کے فضل وکمال کی داد دیجئے۔

تبلیغی جمات کے بانی مولوی محمد الیاس صاحب کاندھلوی، مولوی رشید احمد گنگوہی کے متعلق فرماتے ہیں:

''حضرت گنگوہی اس دور کے قطبِ ارشاد اور مجدد تھے''

(ملفوظات الیاس، صفحہ ۱۲۳، مرتب مولوی محمد منظور نعمانی، مکتبہ رشیدیہ ساہیوال)

یہی مولوی رشید احمد گنگوہی ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ اس زمانے میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔ چنانچہ عاشق الٰہی میرٹھی تحریر فرماتے ہیں:

''آپ (رشید احمد) نے کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ یہ الفاظ اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمائے، سن لو! حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر''

(تذکرۃ الرشید، جلد دوم، صفحہ ۱۷، مکتبہ بحر العلوم، کراچی)

مولوی رشید احمد گنگوہی یہ نہیں کہتے کہ میں حق کہتا ہوں بلکہ یہ فرماتے ہیں کہ سن لو، حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے، اس کے سوا کچھ بھی ہو وہ حق نہیں اور قسم کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔ پھر ایک مرتبہ نہ فرمایا بلکہ کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ فرمایا یعنی اشاعت و تشہیر کے لئے بار بار فرمایا کہ اہلِ دنیا کو بتا دو کہ اب ہدایت ونجات موقوف ہے رشید احمد گنگوہی کے اتباع پر، قرآن و حدیث کی ضرورت نہیں، شریعت مطہرہ کی حاجت نہیں۔ لاحول ولاقوۃ

نوٹ: قرآن کہتا ہے کہ ''**من یطع الرسول فقد اطاع الله**'' جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت کی اور ایسے شخص کیلئے ''**فقد فاز فوزاً عظیما**'' یعنی سب سے بڑی کامیابی اور نجات کا مژدہ سنایا لیکن دیوبندیوں کے غوث اعظم فرما رہے ہیں نجات کا دارومدار ان کی اتباع پر ہے۔

تبصرۂ مدیر:

اپنی زبان سے صرف حق جاری ہونے کا بقسم دعویٰ سوائے انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے کوئی بشر نہیں کر سکتا، قرآن مجید فرقان حمید کی آیت بینات اس حقیقت پر شاھد عدل ہیں۔ سید الانبیاء امام المرسلین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ یہ واضح اعلان فرما رہے ہیں:

وما ینطق عن الھویٰ ۝ إن ھو إلا وحی یو حی ۝

(النجم ۵۳: ۳ تا ۴)

''اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے''۔ (کنز الایمان)

اسی لئے سید عالم نبی اکرم ﷺ نے ایک صحابی کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ ''اس ذات اقدس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میری زبان پر سوائے حق کے کوئی کلمہ جاری نہیں ہوتا'' (مفہوم)

ملاحظہ فرمائیں کہ یہ کیسی ستم ظریفی اور ڈھٹائی ہے کہ قرآن معظم اور حدیث مبارک میں جو امر یا منصب، نبوت کی اعلیٰ ترین صفت افضل الانبیاء، سرورِ ہر دوسرا ﷺ کے خصائص کے طور پر بیان کی جا رہی ہے، وہی صفت دیوبندی حضرات کے قطب

عالم اور مجدد زماں، مولوی گنگوہی صاحب زبان نبوت کے مقدس اور من جانب اللہ وحی شدہ الفاظ کو آگے پیچھے کر کے خود اپنی ذات اور نفس کی بڑائی ظاہر کرنے کیلئے بے دریغ استعمال کر رہے ہیں۔ گویا در پردہ خود اپنی ذات کے لئے "اجرائے نبوت" کی راہ ہموار کی جا رہی ہے (العیاذ باللہ)۔

دوسرے یہ کہ اللہ عزوجل نے ہر زمان اور مکان کے جن و انس کے لئے ہدایت و نجاتِ ابدی کا دار و مدار صرف اور صرف ھادیٔ برحق رہبر اعظم سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس سے محبت اور آپ کی سچی اتباع کو ٹھہرایا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولٰئک ھم المفلحون ۝ (الاعراف: ۷:۱۵۷)

"تو جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا، وہی بامراد (یعنی نجات یافتہ) ہوئے" (کنز الایمان)

پھر مزید ارشاد ہوتا ہے:

فاٰمنوا باللّٰہ ورسولہ النبی الامی الذی یؤمن باللہ وکلمٰتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون ۝ (الاعاف: ۷:۱۵۷)

"تو ایمان لاؤ اللہ کے اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں، اور ان کی غلامی کرو کہ راہ (ھدایت) پاؤ" (کنز الایمان)

دیوبندی حضرات کے غوث اعظم[1]، شریعتِ اسلامی کے اس اٹل حکم کی تکذیب کرتے ہوئے ببانگ دھل یہ فرعونی حکم صادر فرما رہے ہیں "سن لو! (خبردار) اس زمانے میں ھدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر"

بعد میں غلام قادیانی کذاب نے بھی گنگوہی صاحب کی پیروی کرتے ہوئے یہی لب و لہجہ اختیار کیا اور دعویٰ کیا کہ "خدا کی قسم حق وہی ہے، جو غلام احمد کی زبان سے نکلتا ہے" اور پھر اس گستاخ نے اس قرآنی آیت "وبالحق انزلناہ وبالحق نزل" میں ردوبدل کرتے ہوئے یوں پڑھا "وبحق انزلناہ بالقادیان وبحق نزل" (نعوذ باللہ من ذالک) اور ساتھ ہی یہ بھی اعلان کیا کہ

"اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں میری اتباع کا حکم دیا ہے"

آپ نے مذکورہ بالا سطور میں ملاحظہ کیا کہ مولوی حسین احمد مدنی (مدن پوری) صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند مولوی الیاس کاندھلوی اور مولوی عاشق الٰہی میرٹھی، صاحب "تذکرۃ الرشید" نے جناب گنگوہی صاحب کی شان میں وہ تمام القابات بیان کئے ہیں جو گذشتہ ۱۲ سو برسوں سے امت مسلمہ کے اکابر علماء اور اولیائے کرام کے لئے علیحدہ علیحدہ مخصوص اور ان سے منسوب ہیں اور آج بھی ان القاب کے زبان پر آنے سے انہی مقدس شخصیات کے اسم ہائے گرامی ایک مسلمان کے ذہن میں آتے ہیں، جبکہ ان میں کے بعض القابات کا استعمال دیوبندی مذہب میں شرک سمجھا جاتا ہے، مثلاً "غوث الاعظم" جب بھی بولا، سنایا، پڑھا، یا لکھا جائے گا تو معاً ایک مسلمان کا ذہن پیران پیر دستگیر سید نا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مبارکہ کی طرف جائے گا۔ "امام ربانی" کے لقب سے فوراً ذہن حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیت عالی کی طرف جائے گا۔ محبوب سبحانی بھی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ کیلئے مسلمان صدیوں سے سنتے، بولتے اور لکھتے چلے آئے ہیں۔ لیکن دیوبند کے ایک اور عظیم فرزند جن کو دیوبند حضرات "شیخ

---

[1] یاد رہے کہ دیوبندی عقیدے میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو فریاد رس، غوث اعظم کہنا شرک ہے۔

الھند'' کے القاب سے یاد کرتے ہیں، جناب مولوی محمود الحسن دیوبندی صاحب مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کے ولایتِ عظمیٰ کے مذکورہ بالا مقامات کی سیر سے مطمئن نظر نہیں آتے ہیں لہذا انہوں نے اپنے شیخ گنگوہی صاحب کے درجات کو بلند سے بلند تر کرنے کے لئے نبوت بلکہ ''رب العالمین'' کے منصب تک پہنچانے کی ناکام سعی فرمائی۔ مولوی گنگوہی صاحب کے مرکر مٹی میں مل جانے کے بعد شیخ محمود الحسن صاحب نے ان کے دو طویل اور پرسوز مرثیے لکھے ہیں[1]۔ طوالت کے خوف سے جس کے صرف دو شعر پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) خدا ان کا مربی، وہ ''مربی تھے خلائق'' کے
مرے مولا، مرے ھادی تھے بیشک شیخ ربانی

(۲) مردوں کو زندہ کیا، زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

ملاحظہ ہو پہلے شعر میں گنگوہی صاحب کو ''مربی خلائق'' کہا جو ہم معنیٰ ہے ''رب العالمین'' کا۔ حکیم الامت دیوبند شیخ اشرفعلی تھانوی صاحب نے ''رب العالمین'' کا یہی ترجمہ فرمایا یعنی ''مربی ہر ہر عالم کے'' خلائق میں تمام عالم شامل ہیں۔

دوسرے شعر میں شیخ محمود الحسن صاحب دیوبندی حضرات کی طرف سے یہ عقیدہ ہے دے رہے ہیں کہ دیوبند حضرات کے ''شیخ کل'' جناب گنگوہی صاحب کا رتبہ سیدنا ونبینا حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہیں برتر و بالا ہے۔ اس لئے کہ حضرت روح اللہ علیہ السلام نے تو صرف مردوں کو زندہ کیا تھا، لیکن بقول محمود الحسن صاحب ان کے ''شیخ کل'' نے

[1] واضح ہو کہ دیوبندی مذہب میں سید الشہدا امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا مرثیہ کہنا، لکھنا اور پڑھنا حرام ہے۔ (ملاحظہ ہوں، فتاوی رشیدیہ)

مردوں کو تو زندہ کیا ہی لیکن زندوں کو بھی مرنے نہ دیا، اس مقام پر ایک قاری حیرت واستعجاب میں ڈوب جاتا ہے کہ جو شخص خود مرکر مٹی میں مل گیا وہ کیسے اللہ کی زندہ مخلوق کو موت سے روک سکتا ہے۔ جبکہ مزید لطف یہ ہے کہ جو شخص اپنے ''شیخ کل'' کی یہ نام نہاد کرامت بیان کررہا ہے وہ خود بھی چند مہینوں کے بعد مرکر مٹی میں مل جاتا ہے، ان کے شیخ کل انہیں مرنے سے نہ بچا سکے۔ بادی النظر میں بھی دیکھا جائے تو اس شعر میں سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ التحیۃ والثناء کی کھلی ہوئی اہانت ہے۔ (العیاذ باللہ نقل کفر کفر نہ باشد)

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے ہم عصر غلام قادیان کذاب کے بھی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہی گستاخانہ عقیدہ تھا۔ چنانچہ وہ ایک شعر میں کہتا ہے۔ (نقل کفر کفر نہ باشد)۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

ملاحظہ فرمائیں دونوں اشعار کے تیور اور موضوع ایک ہی ہیں یعنی نبی اللہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین وتذلیل (العیاذ باللہ)۔

ناطقہ سربہ گریباں اسے کیا کہیے؟

دیوبندیت اور قادیانیت کی اس مماثلت کو کیا نام دیا جائے یہ تو قارئین ہی فیصلہ کریں گے، اتفاقیہ؟

یا درونِ خانہ ملی بھگت ؟؟؟

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے!!!

قادیانیوں کی نظر دیوبندی ''غوث اعظم'' کی مذکورہ عبارات اور ''مرثیہ گنگوھی'' پر نہیں گئی ورنہ جس طرح انہوں نے مولوی رشید احمد گنگوھی صاحب کے عزیز جانی مولوی قاسم نانو

(بقیہ صفحہ نمبر ۱۹ پر)

حدائق بخشش مصر کے علماء وادباء کی نظر میں

(خلاصہ عربی مقالہ امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۲ء کراچی)

مصنف: فضیلة الشیخ ڈاکٹر سید حازم محمد احمد عبدالرحیم المحفوظ (الازھر، مصر)

(مترجم: محترم مولانا سید علم الدین شاہ الازھری)

اس مقالے میں ''حدائق بخشش مصر کے علماء وادباء کی نظر میں'' کے موضوع پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس سے پہلے کہ موضوع کی طرف آیا جائے آپ کے سامنے مصر کے عظیم استاذ، علوم ومعارف کے تاجدار، ڈاکٹر حسین مجیب مصری حفظہ اللہ تعالیٰ کا آپ کی کانفرنس کے نام ایک تحفہ قصیدہ کی صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔ جس کا عنوان ہے ''عظیم الشان کانفرنس کے نام''۔

یہ استاذ الاساتذہ ڈاکٹر حسین مجیب مصری (تمغۂ امتیاز، حکومت پاکستان) وہ ہیں جنہوں نے راقم المقالہ کے ساتھ کلام رضا (حدائق بخشش، اول دوم) کا منظوم ترجمہ کیا۔ آپ سات زبانوں کے ماہر تسلیم کیے جاتے ہیں اور چار زبانوں میں باقاعدہ شاعری کرتے ہیں اور وہ زبانیں یہ ہیں: عربی، فارسی، ترکی اور فرانسیسی۔
اس قصیدے میں اکیس اشعار ہیں ان میں سے چند پیش خدمت ہیں:

کراچی میرا دل تیرے پاس اڑ کے پہنچنا چاہتا ہے
زمانہ تجھے دیکھے ہوئے گزر گیا لیکن تیری محبت زندہ ہے

زمانہ قدیم سے تیری شہروں میں قدرومنزلت ہے
جو ہمیشہ کی قدر منزلت چاہتا ہے کراچی کو مقام بنائے

حضرت احمد رضا میرے پیرو مرشد ہیں اور میں ان کا مرید ہوں
ہم مقتدی ہیں اور احمد رضا امام ہیں

انہوں نے اپنے ''فتوی رضویہ'' سے ہماری رہنمائی فرمائی
اور ہمیں حلال و حرام کا راستہ دکھایا

آپ نے جو سرور کائنات ﷺ کی تعریف کی اس نے میرے دل کی دھڑکنوں کو تیز [illegible]
آپ کی اس مدح نے میرے جذب و کیف میں اضافہ کردیا

ہم اپنے اس مقالہ ''حدائق بخشش مصر کے علماء وادباء کی نظر میں'' کو تین بنیادی اقسام میں تقسیم کرتے ہیں:

۱- حدائق بخشش مصری صحافت کی نظر میں
۲- حدائق بخشش عرب شعراء کی نظر میں
۳- حدائق بخشش علماء وادباء کی نظر میں

۱- حدائق بخشش مصری صحافت کی نظر میں:

۱۹۹۹ء میں سلام رضا کا عربی منظوم ترجمہ کیا گیا۔ اخبار الاھرام اور الوفد نے اس پر تبصرہ شائع کیا۔

سیوطی وقت حافظ عصر الاستاذ ڈاکٹر محمد عبدالمنعم خفاجی حفظہ اللہ تعالیٰ نے ''من عقائد المدیح النبوی المنظوم السلامیۃ'' کے عنوان سے تبصرہ فرمایا اور اس کو اخبار ''الوفد'' نے شائع کیا۔ بعد میں جب حدائق بخشش کا عربی منظوم ترجمہ ''صفوۃ المدیح'' کے عنوان سے قاہرہ سے شائع ہوا تو اس پر بھی معظم استاذ دکتور خفاجی

نے جامع تبصرہ فرمایا۔ یہ محترم استاذ حضرت خفاجی وہی عظیم ادبی شخصیت ہیں جنہوں نے حدائق بخشش کے مطالعہ کے بعد یہ جامع تبصرہ فرمایا کہ ''اشعارِ رضا صرف مدحِ رسول ہی نہیں ہے بلکہ یہ شاہنامۂ اسلام ہے''۔

''اخبار الاھرام'' مصر کا سب سے بڑا اور عظیم بین الاقوامی شہرت کا حامل اخبار ہے۔ اس اخبار نے حدائق بخشش کے منظوم عربی ترجمے پر تین بار تبصرہ شایع کیا۔ اسی اخبار نے اپنے ایک تبصرے میں حدائق بخشش کو میراثِ اسلامی کا تحفہ اور اعلیٰحضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کو اسلامی اجماعِ مفکرین میں بیسویں صدی کا سب سے بڑا اور عظیم عالم دین قرار دیا اس قسم کے کئی اقوال اخبار اہلبیت، صوت الازھر، الاخبار المساء، صحیفۃ السیاسی وغیرہ میں شایع ہو چکے ہیں اور یہ تمام اخبار مصر کے مشہور و معروف اخبار ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ بلادِ عرب خصوصاً مصر میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمت کی فکر و شخصیت کے تعارف میں ان اخباروں کا عظیم کردار ہے۔

۲- حدائق بخشش شعرائے عرب کی نظر میں:

حاضرین مجلس کے لئے یہ بات یقیناً باعث مسرت ہوگی کہ حدائق بخشش کی تعریف میں دنیائے عرب کے چار عظیم اکابر ادباء و شعراء نے ۲۶۲ خوبصورت اشعار رقم کیئے ہیں ان حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں:

☆ .... شیخ عبدالمجید فرغلی محمد

☆ .... احمد محمد عبدالھادی

☆ .... پروفیسر ڈاکٹر محمد حامد الخضیری لیبی

☆ .... شیخ عبدالغفاری عفیفی دلاش

ان تمام محترم حضرات کے مقالات میں یہ خاص بات آشکارا ہوتی ہے کہ حدائق بخشش کا کتبِ تراثِ اسلامی میں ایک خاص مقام ہے اور اس کی ایک خاص اہمیت ہے اور امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا بحیثیت عالمِ علوم اسلامی، ادیب اور شاعر ایک بلند و بالا مرتبہ و مقام ہے جب کہ آپ کے معاصرین میں اس پائے کی کوئی شخصیت نظر نہیں آتی۔

۳- حدائق بخشش علماء و ادباء کی نظر میں:

حدائق بخشش کے منظوم عربی ترجمہ (صفوۃ المدیح) کے منظرِ عام پر آنے کے بعد مصر کی جامعات کے اکثر اساتذہ اور علمی و ادبی انجمنوں کے ادباء نے اس پر تبصرے اور مختصر نقد و نظر پیش کیئے ہیں ان علماء و ادباء میں چند چیدہ چیدہ حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

..... پروفیسر ڈاکٹر محمد رجب البیومی ..... پروفیسر ڈاکٹر عبدالحکیم العبد

..... پروفیسر ڈاکٹر الصفصافی احمد المرسی ..... پروفیسر ڈاکٹر علی اسماعیل

..... پروفیسر ڈاکٹر محمد نورین عبدالمنعم ..... ادیب فلسطینی یعقوب شیخاء

..... پروفیسر ڈاکٹر القطب یوسف زید ..... استاذ ادیب محمد علی عبدالعال

..... استاذ ادیب عبدالغفار عفیفی دلاش ..... ادیبہ نوال معنی

..... ادیبہ و ناقدہ، عابدہ ابوزھرۃ ..... استاذ محمد عبدالخالق

ان تمام معروف و مشہور علماء و ادباء نے پہلی بار امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی شخصیت اور ان کے شعری مجموعے پر تبصرہ اور اپنی فکری مباحث قلمبند کئے۔ ان تمام نے حدائق بخشش اور اس کے مصنف کی علمی و دینی و ادبی خدمات کو خوب سراہا۔

و آخر دعوانا عن الحمدللّٰہ رب العالمین

☆☆☆

فاضل بریلوی اور مفتی مالکیہ شیخ حسین مکی الازہری کا خاندان

آٹھویں قسط

مؤلف : محمد بہاء الدین شاہ ★

☆مفتی شافعیہ علامہ سید محمد بدر الدین بن علامہ سید ابراہیم غلاینیی (۱۰۹)

☆ مدرس حرم مکی شیخ احمد بن یوسف قستی (۱۱۰)

☆ قاضی شیخ احمد ھرسانی۔

☆ قاضی مکہ شیخ یحیٰ امان۔

☆ مدرس حرم مکی علامہ سید محمد امین کتبی مکی حنفی (م ۱۴۰۴ھ)

☆ مدرسہ ادریسیہ سلطانیہ بمقام فریق کے صدر مدرس شیخ زبیر احمد۔

☆مشہور فقیہہ شیخ عبداللہ بن زید مراکشی۔

☆ دارالعلوم دینیہ کی مجلس منتظمہ کے رکن شیخ مختار بالی۔

☆ دارالعلوم کے مدرس شیخ صالح بن ادریس کلنتنی ۔

☆ مدرس دارالعلوم دینیہ شیخ یعقوب بن عبدالقادری مندیلی۔

☆ مدرس دارالعلوم شیخ زین بن عبداللہ باویان۔

☆ مدرس دارالعلوم شیخ عبدالعزیز بن احمد قدحی۔

☆ مدرسہ خیریہ بمقام فلفلان کے مدرس شیخ محمد نوح اشعری۔

☆ دارالعلوم شرعیہ مدینہ منورہ کے مدرس شیخ عبدالقادر بن طالب ۔

☆ مدرسہ صولتیہ کے مدرس شیخ عصمت اللہ فرغانی (۱۱۱)

امام جلیل شیخ محمد علی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے کتب احادیث ،علوم حدیث، تفسیر، اصول تفسیر وقرأت، توحید وعقائد، فقہ مذاہب اربعہ، فرائض و حساب، فلک و میقات، اصول فقہ وقواعد فقھیہ، بلاغت، معانی، بدیع، نحو، صرف، لغت، اصول لغت، منطق، تصوف، مواعظ، سیر ومغازی وشمائل، تاریخ، مناقب وطبقات وغیرہ موضوعات پر اہم کتب اساتذہ سے پڑھیں اور پھر عمر بھر درس و تدریس سے وابستہ رہے اس بنا پر آپ وسیع الاطلاع مصنفین میں سے ہیں۔ آپ جب کسی کتاب کی شرح لکھنے کا ارادہ کرتے تو پہلے اس کتاب کا صحیح ترین نسخہ تلاش کرتے اور پھر اسے بنیاد بنا کر کام شروع کرتے۔ اس لئے آپ کے حواشی وتحقیقات نیز تقریرات خصوصی اہمیت کی حامل اور وافر معلومات کی آئینہ دار ہیں۔ (۱۱۲)

آپ تصوف سے گہرا لگاؤ رکھتے تھے آپ کے اساتذہ میں سے متعدد اپنے دور کے کاملین میں سے تھے۔ شیخ محمد مالکی نے تصوف کی اہم کتب میں سے سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی غنیۃ الطالبین اور امام شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی ''عوارف المعارف'' نیز شیخ الاسلام ہروی کی ''منازل السائرین'' اور شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی فتوحات المکیہ وفصوص الحکم وغیرہ اپنے بھائی شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ سے اور امام الکبیر شیخ ابو القاسم نیشا پوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''قوت القلوب'' اور علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ''روض الریاحین فی حکایات الصالحین'' نیز امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدۂ ہمزیہ اور قصیدۂ بردہ اور علامہ ابن فارض رحمۃ اللہ علیہ کا دیوان نیز امام غزالی رحمۃ اللہ

★ (ناظم بہاء الدین ذکریا لائبریری، چکوال)

علیہ کی احیاء علوم الدین، منہاج العابدین و مکاشفۃ القلوب وغیرہ کتب علامہ سید ابوبکر شطا شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ علاوہ ازیں علامہ شاہ محمد عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے علامہ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی ''حزب البحر'' وغیرہ اور علامہ عبدالکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ کی ''الانسان الکامل'' وغیرہ علامہ عبدالوھاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''الانوار القدسیہ'' ودیگر کتب پڑھ کر سند روایت حاصل کی (۱۱۳) اور جب تصنیف و تالیف کے لئے قلم اٹھایا تو تصوف کی مشہور کتاب ''التعرف'' کی شرح لکھی۔ (۱۱۴)

شیخ محمد علی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے عقائد و معمولات اہلسنت کی توضیح و تشریح اور دفاع میں متعدد کتب لکھیں۔ محافل میلاد النبی ﷺ میں ذکر ولادت پر قیام کے عمل پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات اور مسئلہ کی وضاحت پر آپ نے کتاب ''الھدی التام فی موارد المولد النبوی وما اعتید فیہ من القیام'' لکھی غالباً یہ کتاب مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی تحریروں کے پس منظر میں لکھی گئی۔ نیز ایمان والدین مصطفی ﷺ کے موضوع پر ''سعادۃ الدارین بنجاۃ الابوین'' نامی کتاب لکھی اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے فضائل، زیارت روضہ اقدس ﷺ کے جواز اور آثار سے حصول فیض و برکت پر ایک کتاب تالیف کی۔ علاوہ ازیں اوراد و وظائف، فتنہ قادیانیت، تقلید ائمہ اربعہ، حدیث لولاک کے موضوعات پر آپ کے مؤلفات موجود ہیں۔

آپ مفتی مالکیہ کے علاوہ مختلف مناصب پر تعینات رہے اور درس و تدریس کے ساتھ بھی عمر بھی گہری وابستگی قائم رکھی لیکن ان گوناگوں مصروفیات کے باوجود آپ نے مختلف موضوعات پر ساٹھ سے زائد کتب تصنیف کیں (۱۱۵)۔ ان میں سے اب تک صرف چند کتب شائع ہوئیں اور متعدد کے مخطوطات آپ کے فرزند شیخ عبداللطیف مالکی کی ذخیرہ کتب (۱۱۶) نیز حرم مکی لائبریری میں محفوظ ہیں۔ اس لائبریری میں سینکڑوں مخطوطات موجود ہیں اور کسی ایک مصنف کی کتب کے اعتبار سے شیخ محمد علی مالکی کی تصنیفات تعداد میں سب سے زیادہ ہیں اور ان میں سے متعدد آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں۔ حرم مکی لائبریری کے شعبہ مخطوطات میں آپ کی ۳۳ تصنیفات موجود ہیں جن کے نام اور لائبریری نمبر نیز ان کے بارے میں دیگر معلومات حسب ذیل ہیں:

☆رسالة في حكم رواية السنة بالمعنى، سن کتابت ۱۳۶۲ھ، ۱۱۶/ حدیث (۱۱۷)

☆ تكملة العوائد و تتميم الفوائد، عقود الفرائد پر حاشیہ، ۲۷/ حدیث (۱۱۸)

☆الجواهر السنية في تبيين حكمة الدين العليه، سن کتابت ۱۳۶۶ھ، ۱۳۷/ توحید (۱۱۹)

☆كشف اللبس ببيان حكمة بناء الاسلام على خمس، سن کتاب ۱۳۵۳ھ، بخط مصنف، ۲۰۷/ توحید (۱۲۰)

☆اظهار الحق المبين---على تحريم مس و حمل القرآن لغير المتطهرين، سن کتاب ۱۳۵۱ھ، ۶۱/ فقہ مالکی (۱۲۱)

☆ انوار الشروق فی احکام الصندوق، سن کتاب ۱۳۲۷ھ، کاتب عبدالرحیم بن محمد صالح بن سلیمان میمن، ریڈیو کے بارے میں شرعی حکم، اس پر شیخ عبداللہ نابلسی اور علامہ سید محمد عبدالحئی کتانی کی تقریظات موجود ہیں، ۲/ فقہ مالکی (۱۲۲) مطبوعہ ۱۳۲۹ھ (۱۲۳)

☆ ایضاح المناسک علی مذہب الامام

مالک ،۵۱/فقہ مالکی(۱۲۴)

☆ بلوغ المأمول من غایۃ الوصول شرح لب الاصول، علامہ ابن نجیم حنفی کی لب الاصل پر شیخ زکریا انصاری کی شرح پر حاشیہ ۱۳۴/تصوف(۱۲۵)

☆ تنبیہ الذکی وایقاظ الغبی، سن کتابت ۱۳۵۵ھ بخط مصنف، نابالغ کی طرف سے دی گئی طلاق کے بارے میں، ۵۷/فتاوی(۱۲۶)

☆الحجۃ المرضیۃ فی النصیحۃ ورد بعض شبہ الخشیہ، سن کتابت ۱۳۲۴ھ، بخط مصنف ۲۱/فقہ مالکی(۱۲۷)

☆شرح قوانین ابن جزی، دو جلد ۳۴-۳۵/فقہ مالکی(۱۲۸) تذکرہ نگاروں نے اس کا نام ''الحواشی السنیہ علی قوانین ابن جزی المالکی'' لکھا ہے(۱۲۹)، نامکمل رہی(۱۳۰)

☆ الصارم المبید لمنکر حکمۃ التقلید، بخط مصنف، ۵۰/فقہ مالکی(۱۳۱)

☆طوالع الہدی والنصل بتحذیر المسلمین بضرب الناقوس والطبل ۵۳ فتاوی(۱۳۲)، شیخ احمد بن یوسف قستی نے اس کتاب کا ترجمہ ملاوی زبان میں کیا۔(۱۳۳)

☆فتح المتعال فی بیان ضعف القول بسنیۃ الصلاۃ فی النعال، سن کتابت ۱۳۶۴ھ، ۶۰/فقہ مالکی(۱۳۴)

☆ اللمعۃ فی بیان ماھو الراجح فی اول وقت الجمعۃ، سن کتابت ۱۳۵۰ھ، بخط مصنف ۶۴/فتاوی(۱۳۵)

☆مجموعۃ فوائد و نقول، دو جلد، بخط مصنف، فقہ و دیگر موضوعات پر ۵۲/مجامیع۔(۱۳۶)

☆مکنون الجواہر فیما ینتفع بہ المسافر، مجموعہ تقاریر، ۵۵/فتاوی(۱۳۷)

☆ منہل الاسعاف فی بیان وجوب العمل بخبر التلغراف، سن کتابت ۱۳۵۲ھ، بخط مصنف، کتاب کے آخر میں حکم شراء اولاد الکفار کے موضوع پر ایک فتوی درج ہے(۱۳۸)

☆ طوالع الاسرار العطانیہ فی مطالع سماء مراضی الحضرۃ الالہیۃ، ۱۳۶۰ھ کو مدینہ منورہ میں لکھی گئی، ۱۲۹/تصوف(۱۳۹)

☆ نیل الامنیہ علی مقدمۃ العزیہ، بخط مصنف ۲۲ فقہ مالکی(۱۴۰)

☆ عین الحقیقہ فی بیان المقصود بالطریقہ، سن کتابت ۱۳۳۲ھ، بخط مصنف، ۱۳۱ تصوف(۱۴۱)

☆ فتاتیح کنز المہمات لفتح ابواب المطالب المرتجات، بخط مصنف ۱۳۶/تصوف(۱۴۲)

☆المقاصد الباسطۃ لبیان تنوع العالم الی ملک و ملکوت وواسطۃ، سن کتابت ۱۳۵۸ھ، بخط مصنف، ۱۲۹/تصوف(۱۴۳)

☆مناہل الریاسۃ والکیاسۃ فی بیان موارد عذب الفراسۃ، بخط مصنف، ۱۳۵/تصوف(۱۴۴)

☆ منہاج النوز الصحیح ببیان سبیل التوبۃ النصوح، سن کتابت ۱۳۶۲ھ، بخط مصنف ۱۴۰/تصوف(۱۴۵)

حوالے وحواشی

(۱۰۹) فقیہ شافعیہ علامہ سید محمد بدر الدین بن علامہ سید ابراہیم غایتی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۳۰ھ/۱۹۱۰ء-۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء) دمشق میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد کے علاوہ رابطۃ العلماء کے صدر شیخ محمد ابوالخیر میدانی حنفی نقشبندی مجددی دمشقی (۱۲۹۳ھ/۱۸۷۵ء-۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء) اور شیخ توفیق ایوبی (م ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء)

سے تعلیم پائی۔ بعد ازاں محدث شام علامہ سید بدر الدین حسنی رحمۃ اللہ کے حکم پر اردن کے مقام زرقا میں سات برس تک امامت وخطابت کے فرائض انجام دیئے۔ پھر اپنے والد کہ جگہ جامعہ مسجد قطنا میں ذمہ داریاں سنبھالیں نیز دمشق اور اس کے گردونواح کی مساجد میں درس دینا شروع کیا۔ آپ نے جدہ میں وفات پائی اور المعلیٰ قبرستان مکہ مکرمہ میں تدفین عمل میں آئی۔ (تاریخ علماء دمشق ج ۳ ص ۵۶۱-۵۶۲، المسلک الجلی ص ۵۷)

(۱۱۰) شیخ احمد بن یوسف قستی (۱۲۹۶ھ-۱۳۶۷ھ) کے اجداد انڈونیشیا کی ریاست بنجر کے سلاطین تھے۔ آپ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور مسجد الحرام میں تعلیم پائی۔ آپ کے دیگر اساتذہ میں شیخ عمر سمباوہ، شیخ محمد علی بلخیور، شیخ صالح بافضل، شیخ عمر باجنید اور شیخ عبدالستار دہلوی اہم ہیں۔ شیخ احمد قستی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۳۲۵ھ میں انڈونیشیا چلے گئے اور وہاں ۱۳۲۷ھ میں مدرسہ ستاف اور ۱۳۳۱ھ میں مدرسہ عطاس قائم کیئے۔ ۱۳۳۸ھ میں وہاں پر جج بنائے گئے بعد ازاں اس منصب سے مستعفی ہوکر ۱۳۴۹ھ میں واپس مکہ مکرمہ آ گئے جہاں مسجد الحرام اور دارالعلوم الدینیہ میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۳۵۸ھ/۱۹۴۰ء) کی "تفسیر الجواھر" کا ملاوی میں ترجمہ شروع کیا لیکن اس کی تکمیل سے قبل وفات پائی۔ (سیر وتراجم ص ۵۴-۵۶، اھل الحجاز، بعبقھم التاریخی ص ۳۰۳-۳۰۴، المسلک الجلی ص ۵۷)

(۱۱۱) المسلک الجلی ص ۵۶-۵۷۔

(۱۱۲) ایضاً ص ۵۸-۵۹ وغیرہ

(۱۱۳) ایضاً ص ۴۴-۴۸۔

(۱۱۴) ایضاً ص ۵۹۔

(۱۱۵) الدلیل المشیر ص ۲۷۴۔

(۱۱۶) سیر وتراجم ص ۲۶۴۔

(۱۱۷) فھرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ ص ۶۰۔

(۱۱۸) ایضاً ص ۱۶۔

(۱۱۹) ایضاً ص ۸۷۔

(۱۲۰) ایضاً ص ۱۰۷۔

(۱۲۱) ایضاً ص ۱۲۳۔

(۱۲۲) ایضاً ص ۱۲۶۔

(۱۲۳) الدلیل المشیر ص ۲۷۲۔

(۱۲۴) فھرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ ص ۱۲۸۔

(۱۲۵) ایضاً ص ۱۳۰۔

(۱۲۶) ایضاً ص ۱۴۱۔

(۱۲۷) ایضاً ص ۱۵۹۔

(۱۲۸) ایضاً ص ۱۸۵-۱۵۶۔

(۱۲۹) سیر وتراجم ص ۲۶۳، المسلک الجلی ص ۵۹۔

(۱۳۰) المسلک الجلی ص ۵۹۔

(۱۳۱) فھرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ ص ۱۹۳۔

(۱۳۲) ایضاً ص ۱۹۴۔

(۱۳۳) سیر وتراجم ص ۵۴، اھل الحجاز بعبقھم التاریخی ص ۳۰۴

(۱۳۴) فھرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ ص ۲۰۹۔

(۱۳۵) ایضاً ص ۲۲۷-۲۲۸۔

(۱۳۶) ایضاً ص ۳۲۹-۳۳۰۔

(۱۳۷) ایضاً ص ۲۴۱۔

(۱۳۸) ایضاً ص ۲۴۶، ۲۴۷۔

(۱۳۹) ایضاً ص ۲۹۳، الدلیل المشیر ص ۲۷۲۔

(۱۴۰) فھرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ ص ۲۵۴۔

(۱۴۱) ایضاً ص ۲۹۵۔

(۱۴۲) ایضاً ص ۳۰۶۔

(۱۴۳) ایضاً ص ۳۰۷۔

(۱۴۴) ایضاً ص ۳۰۷۔

(۱۴۵) ایضاً ص ۳۰۹۔

☆☆☆

یہ کہانی کہ میں دینِ حق ''اسلام'' کی طرف کیسے لوٹی، اسلام کے خلاف بنائے گئے منصوبوں کی داستان ہے۔ میں نے خود منصوبے بنائے، جس گروپ سے میرا تعلق تھا اس نے بھی اسکیمیں تیار کیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے منصوبے بنائے---اور اللہ ہی بہترین منصوبہ ساز ہے۔ جب میں نوعمر (Teenager) تھی تو میں ایک ایسے گروپ کی توجہ کا مرکز بن گئی جو انتہائی گم راہ کن ایجنڈا رکھتا تھا۔ حکومتی عہدوں پر کام کرنے والے افراد کی یہ ایک ڈھیلی ڈھالی ایسوسی ایشن تھی جس کا ایک مخصوص ایجنڈا تھا---کہ اسلام کو تباہ کرنا ہے۔ یہ حکومت کا تشکیل کردہ گروپ نہ تھا بلکہ امریکی حکومت میں مختلف عہدوں پر کام کرنے والے افراد نے از خود یہ ایسوسی ایشن بنائی ہوئی تھی اور یہ لوگ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے اپنے حکومتی عہدوں کا بھرپور استعمال کرتے تھے۔

چوں کہ میں خواتین کے حقوق کے لئے کام کرنے والی ایک فعال کارکن کی حیثیت سے نمایاں پوزیشن رکھتی اس لئے اس گروپ کے ایک رکن نے مجھ سے رابطہ قائم کیا۔ ''مشرقِ وسطیٰ'' پر زور دیتے ہوئے اس نے۔ پیشکش کی کہ اگر میں ''بین الاقوامی تعلقات'' میں تعلیم حاصل کروں تو وہ مجھے مصر کے امریکی سفارت خانہ میں ملازمت کی گارنٹی دیتا ہے۔ اس کی خواہش تھی کہ مصر میں امریکی سفارت خانے میں تعیناتی کے دوران میں اپنے حکومتی عہدے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مصری خواتین سے تعلقات قائم کروں اور خواتین کے حقوق کے سلسلے میں جو تحریک پر نکال رہی ہے اس کی حوصلہ افزائی کروں۔ میرے خیال میں یہ ایک عظیم نظریئے اور میرے دل کی آواز تھی۔ میں مسلم خواتین کو ٹی وی پر دیکھ چکی تھی اور میرے علم کے مطابق معاشرے میں یہ مظلوم اور پسا ہوا طبقہ تھا، میں ان خواتین کی بیسویں صدی کے آزاد معاشرے اور روشنی کی طرف رہ نمائی کرنا چاہتی تھی۔

اسی عزم وارادے کے ساتھ میں نے کالج میں داخلہ لیا اور تعلیم حاصل کرنے شروع کردی۔ میں نے قرآن، حدیث اور تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا۔ میں نے ان طریقوں کا بھی خصوصی مطالعہ کیا جن کے مطابق ان معلومات کو اسلام کے خلاف استعمال کرنا تھا۔ میں نے سیکھ لیا کہ اپنے مقاصد کے لئے الفاظ کو کس طرح گھما کر کام میں لانا ہے۔ یہ ایک بہت ہی قیمتی ہتھیار تھا۔ تاہم جب میں نے مطالعہ شروع کیا تو اسلام کے پیغام نے مجھے مسحور کردیا تھا۔ اس کے اندر فہم وفراست، دانائی اور حکمت تھی۔ مجھے تو اس نے چونکا دیا۔ ان اثرات کے سدِ باب کے لئے میں نے عیسائیت کی کلاسوں میں باقاعدگی سے جانا شروع کردیا۔ میں نے

کلاسوں کے لئے اس پروفیسر کا انتخاب کیا جس کی شہرت بہت اچھی تھی اور اس نے ہارورڈ یونیورسٹی سے علوم الٰہی (یعنی مذہب) میں پی ایچ ڈی کی ہوئی تھی۔ میں نے محسوس کیا کہ میں بہت اچھے ہاتھوں میں آ گئی ہوں مگر جو میں نے سوچا تھا ایسی کوئی بات نہ نکلی۔ یہ پروفیسر تو توحید پرست (موحد) عیسائی نکلا۔ وہ تو عقیدہ تثلیث پر یقین ہی نہ رکھتا تھا اور نہ یسوع مسیح کی الوہیت کو مانتا تھا۔ در حقیقت وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صرف ایک پیغمبر تسلیم کرتا تھا۔

اپنی اس بات کو ثابت کرنے کیلئے اس نے بائبل کے یونانی، عبرانی اور آرامی ذرائع سے حوالے دیئے اور بتایا کہ کہاں کہاں تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ جب مجھے وہ سب بتا رہا تھا تو اس نے ان تاریخی واقعات کو بھی بیان کیا جو ان تبدیلیوں کو لانے اور پیروی کا باعث بنے۔ جب میری یہ کلاس مکمل ہوئی تو میرا دین تباہ ہو چکا تھا لیکن میں اسلام کو قبول کرنے کیلئے اب بھی تیار نہ تھی۔ گزرتے وقت کے ساتھ میں نے اپنی ذات اور مستقبل میں ذریعہ معاش کی خاطر تعلیم جاری رکھی۔ اس میں تین سال کا عرصہ لگا۔ اس دوران میں مسلمانوں سے ان کے عقائد کے بارے میں سوال پوچھتی رہی۔ جن افراد سے میں نے سوال پوچھے ان میں سے ایک مسلمانوں کی ایک جماعت کا رکن تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس بھائی نے دین میں میری دلچسپی کو محسوس کیا اور میری اسلامی تعلیم کیلئے ذاتی کوششیں کیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کا بہترین اجر دے۔

ایک دن اس نے مجھ سے رابطہ کیا اور بتایا کہ شہر میں مسلمانوں کا ایک گروپ آیا ہے۔ یہ اس کی خواہش تھی کہ میں ان سے ملوں۔ میں نے ملاقات کیلئے حامی بھر لی اور عشاء کی نماز کے بعد ان سے ملنے کیلئے گئی۔ مجھے ایک کمرے میں لے جایا گیا جس میں کم از کم 20 آدمی بیٹھے ہوئے تھے ان سب نے میرے بیٹھنے کیلئے باپردہ جگہ بنائی۔ مجھے بڑی عمر کے ایک پاکستانی کے سامنے بیٹھنے کیلئے باپردہ جگہ دی گئی۔ یہ بھائی عیسائی مذہب کے بارے میں علم کا سمندر تھے۔ میں اور وہ بائبل اور قرآن کے مختلف حصوں پر صبح تک بحث کرتے رہے۔ اس نے عیسائیت کے بارے میں مجھے جو باتیں بتائیں، دوران تعلیم میں وہ جان چکی تھی مگر اس دانا آدمی نے مجھ سے وہ بات کہی جو کسی دوسرے مسلمان نے نہ کہی تھی۔ اس نے مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ گزشتہ تین سال سے میں اسلام پر تحقیق و جستجو کر رہی تھی مگر کسی نے مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت نہ دی تھی۔ مجھے پڑھایا گیا، دلائل دیئے گئے اور بعض مواقع پر میری تذلیل بھی کی گئی مگر کسی نے اسلام قبول کرنے کی دعوت نہ دی۔ اللہ ہم سب کی رہنمائی فرمائے۔ جب اس نے مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو مجھے ایک جھٹکا سا لگا۔ میں نے محسوس کیا کہ یہی صحیح وقت ہے، میں جانتی تھی کہ یہی سچ ہے اور جلد فیصلہ کر لینا چاہیے۔ الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے میرا ذہن کھول دیا اور میں نے کہا ''ہاں! میں اسلام قبول کرنا چاہتی ہوں''۔ اس کے ساتھ ہی اس نے عربی میں مجھے کلمۂ شہادت پڑھایا اور انگریزی میں اس کے معنی بھی بتائے۔ اللہ کی قسم جب میں نے کلمۂ شہادت پڑھا تو میں نے اپنی ذات میں عجیب ترین احسان کو پایا میں نے محسوس کیا کہ جیسے میرے سینے سے بہت بڑا بوجھ اتار دیا گیا ہے۔ میں نے ایسے سانس لیا جیسے اپنی زندگی میں پہلی بار سانس لیا ہو۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے ایک نئی زندگی دی، ایک صاف ستھری تختی کی طرح اور جنت میں جانے کا سنہری موقع عنایت کیا، میں نے دعا کی کہ اے میرے اللہ میری زندگی کے بقیہ ایام تیرے احکام کے مطابق گزریں اور موت مسلمان کی موت کے طور پر ہو۔ (آمین)

یہی مسلمان بہن حجاب کے بارے میں لکھتی ہیں:

''بطور غیر مسلم مغربی سوسائٹی میں رہتے ہوئے نظریہ ''شرم وحجاب'' کی میرے ذہن میں کوئی خاص اہمیت نہ تھی۔ اپنی نسل کی دیگر خواتین کی طرح میں بھی اسے دقیانوسی اور ایک فضول چیز شمار کرتی تھی۔ مجھے ان مسلمان عورتوں پر ترس آتا جو برقعہ پہنے ہوتی تھیں یا پھر ''بیڈ شیٹ'' لپیٹے سڑکوں پر چلتی نظر آتی تھیں۔ میں حجاب والی چادر کو بیڈ شیٹ ہی کہتی تھی۔

میں ایک جدید عورت تھی، تعلیم یافتہ اور روشن خیال، میں حقیقی سچائی کے بارے میں جانتی تھی۔ میں مسلم دنیا کے کسی بھی گاؤں کی سماجی طور پر کچلی ہوئی مسلمان عورت سے زیادہ لاچار تھی۔ میں اس لئے لاچار نہ تھی کہ میرے اندر طرز حیات اور کپڑوں کے انتخاب کی اہلیت نہ تھی بلکہ خلش اور بیچارگی یہ تھی کہ ''اپنی سوسائٹی کو کہ یہ حقیقت میں کس کے لئے ہے'' جاننے کی اہلیت نہ رکھتی تھی۔ میرے لئے یہ نظریہ پریشان کن تھا کہ ''عورت کا حسن و جمال عوامی ملکیت ہے اور شہوانی تعریف وتوصیف کو احترام دیا جانا چاہیے''۔

جب اللہ تعالیٰ نے میری رہنماء فرمائی اور میں نے حجاب پہنا تو بالآخر اس ماحول سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوگئی جس میں رہ رہی تھی۔ میں اس سوسائٹی کو اس کے اصل رنگ وروپ میں دیکھنے کی اہل بھی ہوگئی۔ اب میں دیکھ سکتی تھی کہ اس سوسائٹی میں سب سے زیادہ قدر ان خواتین کی ہے جو عوام کے سامنے اپنے آپ کو سب سے زیادہ ننگا کر دیتی ہیں مثلاً اداکارائیں، ماڈل گرلز اور ڈانسرز وغیرہ۔ مجھے اب یہ بھی نظر آ رہا تھا کہ مردوں اور خواتین میں تعلقات کا جھکاؤ نامناسب طور پر مردوں کی طرف ہے۔ میں جان گئی کہ میں مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے والا لباس پہنتی تھی اور یہ کہہ کر میں اپنے آپ کو بے وقوف بنانے کی کوشش کرتی تھی کہ اس سے میں نے اپنے آپ کو خوش کیا ہے لیکن تلخ حقیقت یہی تھی کہ جو بات مجھے خوش کرتی تھی وہ اس آدمی کی زبان سے میری تعریف ہوتی تھی جسے میں پرکشش سمجھتی تھی۔

اب میں جانتی ہوں کہ ایک فرد جو کبھی صاف ستھرا نہیں رہا، اس کے پاس یہ جاننے کا کوئی طریقہ نہیں ہے کہ وہ گندا ہے۔ اسی طرح میں یہ دیکھنے کے قابل نہ تھی کہ میں مظلوم ہوں، یہاں تک کہ میں اسی پسی ہوئی سوسائٹی کی تاریکیوں سے نکل کر اسلام کی روشنی میں آ گئی۔ اسلام کے نور نے جب سچ کو روشن کیا تو میں بالآخر ان سیاہ دھبوں کو دیکھنے کے قابل ہوگئی جن کو ہمارے مغربی فلسفیوں نے چھپا رکھا تھا۔ اپنے معاشرے کی اخلاقی اقدار اور اپنی ذات کی حفاظت ظلم نہیں ہے بلکہ ظلم یہ ہے کہ خواہشات نفس کے تحت اپنے آپ کو گندی دلدل میں پھینک کر یہ کہا جائے کہ یہ گندگی نہیں ہے۔

میں اللہ تعالیٰ کی شکرگزار ہوں جس نے سر پر دوپٹہ پہننے کے بعد مجھے ایک پہچان دی۔ میں ان لوگوں سے دور ہوتی گئی جو کسی طرح بھی میرے ذہن، میری روح اور دل سے ہٹ کر میری شناخت کرتے تھے۔ جب میں نے سر کو ڈھاپ لیا تو میں حسن و جمال کے اشتعال کے باعث ہونے والے استحصال سے بچ گئی۔ جب میں نے سر کو ڈھانپا تو لوگوں نے دیکھا کہ میں اپنا احترام کرتی ہوں تو وہ بھی میرا احترام کرنے لگے۔ جب میں نے سر چادر سے ڈھانپ لیا تو بالآخر میں نے سچائی کیلئے اپنے ذہن کو کھول دیا۔ سب سے اہم عنصر جس نے مجھے اس مذہب کی طرف کھینچا وہ یہ حقیقت ہے کہ اسے دلائل و منطق کی بنیاد پر سمجھا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں محسوس کرتی ہوں کہ بے شمار مسلمان والدین اپنے

بچوں کے سامنے اسلامی تعلیمات کی وضاحت کی تحریر پر
وضاحت نہ کرکے بہت نقصان پہنچاتے ہیں۔ بچوں سے عموماً کہا
جاتا ہے کہ ”ہم بڑے ہیں——— ہم بڑے ہیں اس لئے یہ مانو——
تم عرب، پاکستان، صومالی ہو اپنی تہذیب کے مطابق کام کرو“۔
بنی نوع انسان کی یہ فطری خواہش ہے کہ ”وہ کیا کرتے ہیں، کیوں
کرتے ہیں“ کو سمجھے۔ اسلام اس لئے ایک عظیم مذہب ہے کہ یہ
ہماری ذہنی اور جذباتی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ یہ سب یہ بہت
سادگی سے کرتا ہے کیونکہ یہ سچ ہے۔ سچائی کو سمجھنا اور اس کا دفاع
کرنا ہمیشہ آسان ہوتا ہے۔

جب اپنے بچوں کو تعلیم دیں تو دلائل و منطق سے اپنی
بات ان کے ذہنوں میں بٹھائیں۔ جیسے ہم نے تسلیم کیا تھا، ان شاء
اللہ وہ بھی قبول کریں گے۔ تاہم ہر دلیل کے ساتھ یہ بات ضروری
آنی چاہئے کہ انہیں جو وہ منع کرتا ہے حرف و ... کی
کیلئے کرتا ہے۔ مثلاً ہم جانتے ہیں کہ ہم سور کا گوشت نہیں کھاتے
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نہ کھانے کا قرآن میں حکم دیا ہے، پھر اللہ
تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ نے بھی سور کے گوشت سے بچنے کا
حکم دیا ہے۔ اس کی ضرورت ہے کہ یہ باتیں بچوں کو بتائی جائیں۔
جوں جوں وہ بڑے ہوں گے تو ان کی فہم و فراست بھی بڑھے گی۔
اس کے بعد انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے
ساتھ ساتھ ان احکام کی حکمت اور نفع و نقصان بھی سمجھانا ہوگا۔ اور
سور کے گوشت سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے آگاہ کریں۔ اس
جانور کی گندی عادتوں کے بارے میں بتائیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ
کے احکام کی حکمت کو وہ آسانی سے سمجھ جائیں گے۔

(بہ شکریہ منارٹ، کراچی)

(صفحہ نمبر 9 کا بقیہ)

صاحب کی عبارت کو تا صبح قیامت بطور سند اپنی تائید کے واسطے
محفوظ کرلیا ہے اسی طرح وہ ان مذکورہ عبارات اور اشعار کو بھی اپنی
کاذب موقف کیلئے صفحہ قرطاس پر محفوظ کرلیتے اور اسے آنکھوں
سے لگاتے۔ کسی نے سچ کہا کہ دیوبند کا ہر شیخ، جب اس کو پڑھا
جائے تو ”شیخ بوالعجب“ نکلتا ہے، فلسفیٔ اسلام، شاعرِ مشرق، علامہ
اقبال نے ان شوخ طبیعت شیوخ کے بارے میں یونہی تو نہیں فرمایا۔

زدیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی ست!

تعجب تو یہ کہ ”خانہ ساز نبوت“ کے بتوں کے امین بن
کر دیوبندی حضرات کسی طرح ”مقامِ ختمِ نبوت“ کے تحفظ کی بات
کرتے ہیں ان بتوں کو مسمار کرکے ان سے بیزاری کا کھلم کھلا
اعلان ہی ان کے دعویٰ کی صداقت کی پرکھ ہے۔ اسی میں ان کے
ایمان کی حفاظت ہے اور یہی عمل مسلمانوں کی ملکی اور عالمی سطح پر
شیرازہ بندی کا سبب بھی بن سکتا ہے جو وقت کی اہم ضرورت ہے۔
جتنا وقت گزرتا جائے، مسلم امہ میں انتشار و افتراق بڑھتا جائے گا
اور اسلام دشمن قوموں کے مسلمانوں پر مسلط ہونے کے مواقع قوی
سے قوی تر ہوتے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ گمراہوں
کو ہدایت اور ہدایت یافتہ کو استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

اراکین معارف رضا سے اہم گزارش

جن احباب کا سالانہ زرِ تعاون دسمبر ۲۰۰۲ء سے ختم ہورہا ہے۔ براہ کرم نئے سال کے لئے زرِ تعاون
جلد از جلد ارسال فرمادیں بصورت دیگر معیاد ختم ہونے پر رسالہ کی ترسیل بند کردی جائے گی۔ (ادارہ)

دیارِ غوث اعظم میں

نائب غوث اعظم امام احمد رضا قادری کے چرچے

(مولانا عبدالمبین سبحانی)

ابنائے جامعہ صدام (بغداد) کے قلم سے

تا بماھم آید اِن شاءَ العظیم　　آں نَصِیبُ الاَرضِ مِن کأسِ الکَرِیم

بعد تسلیمات وافرہ کے خدمت مقدسہ میں عریضہ اینکہ خادم بخیرہ کرامید وار خیر و عافیت ہے نیز بارگاہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ میں حضور کی صحت و سلامتی، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی تعمیر و ترقی اور ''ماہنامہ معارف رضا'' کی روز افزوں کامیابی کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔ مزید براں یہ کہ آپ جیسے معزز و کرم فرما حضرات سے دعاؤں کی پرخلوص گزارش بھی کرتا ہوں!

حضور والا! انتہائی مسرت و شادمانی کی بات ہے کہ مجھ ناچیز کے ٹوٹے پھوٹے چند بے جوڑ جملوں کو آپ کی بارگاہ میں قبولیت کا حسین سہرا عطا ہوا، اور اس وقت ہماری خوشیاں مزید دوبالا ہوگئیں جب میں ''معارف رضا'' کے مطالعہ سے شرف یاب ہوا، مجدد اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ کی شخصیت پر کی جانے والی آپ کی یہ خدمات بلاشبہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں اور اگر میں یہ کہوں کہ عالمی پیمانے پر واحد یہ ماہنامہ ہے جو بیک وقت مختلف زبانوں میں مختلف مکتبۂ فکر کے لوگوں کو امام احمد رضا کے افکار و نظریات اور آپ کی بے پناہ علمی خدمات سے روشناس کرا رہا ہے تو قطعی بے جا نہ ہوگا۔ بارگاہ ایزدی میں دعا ہے کہ اس کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ (آمین)

حضور والا! دوسری اہم گزارش یہ ہے کہ ہمارے مضامین شائع کرنے کے ساتھ ساتھ صدام یونیورسٹی کا مختصر تعارف بھی شائع فرمادیں جو جلد ہی ارسال کردیں گے، نیز موصول شدہ رپورٹ اور اس وقت بھیجے جانے والی مفصل معلوماتی رپورٹ کو برائے کرم انگلش میں بھی ترجمہ کرواکر اردو اور انگلش میں شائع فرمادیں اور کرم بالائے کرم یہ ہوگا کہ جس شمارے میں شائع فرمائیں اس کی کم از کم پانچ کاپی ضرور ارسال فرمادیں، آپ کی ان ساری نوازشوں اور عنایتوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور مستقبل میں مزید کرم فرمائیوں کا امیدوار بھی ہوں۔

حضور والا اس امر کی بخوبی وضاحت کردینا چاہتا ہوں کہ بحمدہ تعالیٰ آپ حضرات کی دعاؤں کے طفیل جن اغراض و

مقاصد کے تحت ہم طا
العزۃ اسے پائے تکمیل
دنیا میں تعارف پیش
مشائخ کے حیات و
امام احمد رضا قدس سر
کا ایک تاریخی پ
پروفیسر نے شر
حضرت علامہ
سے روشناس
پر کام ہوگا۔
خادم نے یہاں
تعلقات قائم
اکابرین کے تعا
شائع کرانے
برآں یہ کہ یہ
عمدہ مراسم ہی
آرگنائزیشن
اس ماہنامہ کو
ایک ہفتہ وار
الھند ''
ہفتہ اپنے
رہتے ہیں
سرہ کے
اہلسنت
ہم آپ

مقاصد کے تحت ہم طالبانِ علوم نبویہ نے قدم اٹھایا ہے (رب العزۃ اسے پایۂ تکمیل کو پہنچائے) وہ ہے ''علماء ہند و پاک کا عرب دنیا میں تعارف پیش کرنا'' اس سلسلے میں ہم نے اپنا اکابرین علماء و مشائخ کے حیات و خدمات اور علمی کارناموں کو پیش کرنے کا آغاز امام احمد رضا قدس سرہ سے کیا ہے معاً بعد حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی کا ایک تاریخی پروگرام حال ہی میں ہوا جس میں متعدد اسکالرز اور پروفیسر نے شرکت کی ، ان شاء اللہ جلد ہی امید کی جارہی ہے کہ حضرت علامہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ کے حیات و کارنامے سے روشناسی کے لئے بزم کا انعقاد یا پھر مقالہ نگاری کا وسیع پیمانے پر کام ہوگا ۔ ساتھ ہی آپ کو یہ بھی خوش خبری دے دیں کہ الحمد للہ خادم نے یہاں کے متعدد اخبار ورسائل اور نامہ نگاروں سے باضابطہ تعلقات قائم کر لئے ہیں ۔ جس کا فائدہ یہ ہو رہا ہے کہ ہم اپنے اکابرین کے تعلق سے شخصیاتی مقالے اور ان کے علمی کارناموں کو شائع کرانے میں کسی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا ہے ۔ مزید برآں یہ کہ یہاں پر ایک تنظیمی ادارہ ''اسلامک آرگنائزیشن'' سے عمدہ مراسم ہیں جن کے تحت بغداد شریف میں عالمی کانفرنس اور اس آرگنائزیشن سے ایک انٹرنیشنل ماہنامہ بھی نکل رہا ہے امید ہے کہ اس ماہنامہ کو جلد ہی آپ کے پتہ پر ارسال کردیں گے اور ساتھ ہی ایک ہفتہ وار اخبار مل گیا ہے جس میں ''شخصیات اسلامیه من الهند '' کے موضوع پر ایک مستقل کالم بنوادیا ہے اور بحمدہ تعالیٰ ہر ہفتہ اپنے اکابرین کے تعلق سے یکے بعد دیگرے مضامین نکلتے رہتے ہیں ، اسی طرح یہاں کے علماء و مشائخ کو امام احمد رضا قدس سرہ کے مؤلفات پہنچانا اور اپنی ہر چھوٹی بڑی مجلسوں میں امام اہلسنت کا تعارف کرنا ہم خادمانِ علمائے اہلِ سنن کا شیوہ ہے ، لہٰذا ہم آپ حضرات سے اس عمل خیر میں ہر ممکن تعاون اور مفید مشوروں کے امیدوار ہیں ۔

حضور والا ! اس سلسلے کی چند کڑیاں اور قابل ذکر بات اور بتائے دیتے ہیں وہ یہ کہ ان سرگرمیوں اور جد وجہد کا ثمرہ یہ رہا کہ صدام یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے امام اہلسنت پر تصنیفی کام کرنے کا خود ہی ارادہ فرمایا ، چنانچہ مراجع و مصادر کو ان کے سپرد کردیا گیا ہے جو کہ الحمد للہ بہت تیز رفتاری سے تصنیفی سرگرمیوں میں مصروف ہیں ، ساتھ ہی یونیورسٹی کے دوسرے استاذ ڈاکٹر عدنان الفراجی صاحب بھی ایک ضخیم کتاب اعلیٰ حضرت کی حیات و خدمات پر لکھ رہے ہیں ، جب کہ ایک دوسرے استاذ ڈاکٹر محمد احمد الشحاذ صاحب نے ایک تحقیقی مقالہ تصنیف کرلیا ہے اور مزید اس سلسلے میں ہماری کوشش جاری ہے ۔

حضور والا ! یہ واضح رہے کہ بغداد مقدس میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شخصیت پر اپنے قلمی مظاہرے پیش کرنے والے مولانا انوار احمد مشاہدی اپنے اس عمل میں ہند و پاک کے طلبہ میں امتیازی وانفرادی حیثیت کے حامل ہیں جو کہ خود اپنی تصنیف و مقالہ نگاری اور اعلیٰ حضرت کی کتابوں کے ترجمے کے ذریعے فاضل بریلوی کی ایک منفرد المثال خدمات پیش کر رہے ہیں اور ہم سبھی حضرات اسی امیر کارواں کے مرہون منت ہیں اور میں اپنی اس بات میں حق بجانب ہوں کہ علمائے عراق نے اپنی مجلسوں ، علمی و ثقافتی جلسوں میں ہند و پاک کی نمائندگی اور علمی وفکری معلومات کے لئے مولانا موصوف ہی کو منتخب فرمایا ، یہی وجہ ہے کہ موصل میں ہونے والے اس پروگرام میں مولانا موصوف کو نمایاں حیثیت حاصل رہی ۔ بلا شبہ مولانا موصوف متحرک و باصلاحیت ، وفا شعار ، مسلک اعلیٰ حضرت سے مخلص ایک فرد ہیں اور بلا مبالغہ یونیورسٹی کے اساتذہ کو ان پر انتہائی ناز ہے وہ یوں کہ بی . اے . سے

اب تک ایم اے میں اپنی کلاس میں اول پوزیشن کے حامل رہے اور زمانۂ طالب علمی میں ہی تصنیفی سرگرمیوں میں مصروف رہے چنانچہ مولانا موصوف کی پہلی تصنیف ''اثر القرآن الکریم فی شعر ابی تمام'' منظر عام پر آ چکی ہے جب کہ اعلیٰ حضرت کی دو کتابوں ''صلات الصفا فی نور المصطفیٰ'' اور ''جمل النور فی نهی النساء عن زيارة القبور'' کا ترجمہ مکمل کر دیا ہے جو مراحل طباعت سے گزر رہی ہیں مزید ''برکات الامداد فی اهل الاستمداد'' کا ترجمہ ''عبقری من الهند الامام احمد رضا حياته و خدماته'' اور احسان الٰہی ظہیر کی کتاب ''البریلویت'' کا جواب بنام ''التحقيقات المضيئه فی رد الشبهات عن البريلوية'' زیر تالیف ہیں۔ اس کے علاوہ اپنے اکابرین کے تعلق سے مقالات لکھتے رہنا اور عراق کے ہر چہار جانب گرانقدر علمی شخصیات سے ملاقات کرنا اور امام احمد رضا قدس سرہ کی مؤلفات کو ان تک پہنچانا مولانا موصوف کی سرگرمیوں کا حصہ ہے۔ لطف کی بات یہ کہ ان تمام مصروفیات اور پروقار جاذب شخصیت کے باوجود مولانا موصوف انتہائی تواضع وانکساری کے پیکر نظر آتے ہیں جن سے دور حاضر میں اکثر و بیشتر شخصیتیں خال خال نظر آتی ہیں۔ آپ حضرات مزید دعا فرمائیں تاکہ خلوص وللّٰہیت سے یہ عمل جاری وساری رہے اور مولانا موصوف کی قیادت میں منزل مقصود کا حصول ہو سکے، نیز اپنے مفید مشوروں سے ضرور نوازیں۔

حضور والا! حسب فرمائش ان شاء اللہ بغداد مقدس میں مرکز بنانے کے سلسلے میں مستقبل میں غور وفکر کیا جائے گا۔ فی الحال خادم کو رابطہ میں رکھیں تاکہ ہم اپنے نشاطات وفعالیات کا قلمی جائزہ پیش کر سکیں۔

حضور والا! دو عربی مقالے اور معلوماتی رپورٹ ساتھ ہی مقالہ نگار کے مختصر کوائف عربی میں بھیج رہے ہیں اور ان شاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ لہٰذا از راہ کرم ان مضامین کو اپنے ماہنامہ معارف رضا میں جگہ عطا فرمائیں اور جس شمارے میں شائع ہو اس کی کم از کم پانچ عدد بھیج دیں تاکہ یہاں پر متعدد لائبریریوں اور آرگنائزیشن میں جمع کیا جا سکے۔

حضور والا! جلد ہی یہاں کے الانبار نامی اخبار میں اعلیٰ حضرت کے تعلق سے مقالہ شائع ہونے والا ہے ان شاء اللہ جلد ہی ارسال کرنے کی کوشش کریں گے ساتھ ہی المفکر الاسلامی جو کہ انٹرنیشنل عربی ماہنامہ ہے اس میں بھی شائع ہونے کی امید قوی ہے۔

حضور والا! اگر آپ پسند فرمائیں تو اس خط میں معلوماتی باتوں کو اپنے انداز میں ڈھال کر معارف رضا میں شائع فرما دیں اور بغداد مقدس میں سرگرمیوں کے تعلق سے آگاہ فرما دیں نیز اس سلسلے میں راقم الحروف سے ضرور رابطہ رکھیں۔

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے عملہ اور جملہ مخلصین و احباب خصوصاً ڈاکٹر محمد مسعود صاحب کو سلام عرض کریں اور دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔

☆☆☆

فلسفۂ اعتکاف و شبِ قدر

اگر خیریتِ دنیا و عقبیٰ آرزو داری
بدرگاہش بیا و ہرچہ من خواہی تمنا کن

سید وجاہت رسول قادری

اعتکاف، رمضان المبارک کے بابرکت اعمال میں سے ایک عمل ہے۔ اس کی اصل، قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ ہے:

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدْ

''اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجد میں اعتکاف سے ہو''

(البقرہ:۱۸۷)

(نوٹ یہاں مباشرت سے مراد جماع ہے)

''اعتکاف'' عکف سے بنا ہے جس کے معنی ہیں ٹھہرنا، رکا رہنا، ہمیشہ لازم رہنا، تعظیم کے ساتھ کسی شے پر متوجہ رہنا۔

(علامہ جلال الدین قادری، احکام القرآن، ج اول، سورۂ بقرہ، ص ۱۹۱، مطبوعہ کھاریاں ضلع گجرات، پاکستان ۲۰۰۱ء)

شرعی اصطلاح میں اعتکاف سے مراد بحالت روزہ مسجد میں بہ نیتِ تقرّبِ الٰہی رمضان المبارک کے آخری عشرے میں قیام کرنا ہے۔ اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

۱---**اعتکافِ واجب**: نذر کی نیت سے ہو اور اپنی ذات پر لازم کرلیا ہو۔

۲---**اعتکافِ سنت**: رمضان کے آخری عشرہ کا ہے۔

۳---**اعتکافِ مستحب**: ان دو قسموں کے علاوہ کسی بھی ماہ اور کسی بھی روز اعتکاف کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنا، یا بیٹھنا، مستحب اعتکاف کہلاتا ہے۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اشعۃ اللمعات، اردو، جلد۳، باب اعتکاف، ص ۲۵۸، مطبوعہ ۱۹۸۶ء، فرید بک ڈپو، لاہور)

شرعی مسائل:

۱---اعتکاف کے لئے اسلام، عقل اور جنابت وحیض ونفاس سے پاک ہونا شرط ہے۔ بالغ ہونا ضروری نہیں۔

۲---سنتِ اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے۔

۳---مردوں کیلئے صرف جماعت والی مسجد میں اعتکاف کرنا لازم ہے۔ عورتیں گھروں میں اپنی نماز کی جگہ اعتکاف کرسکتی ہیں۔

۴---مذکورہ بالا آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو مسلمان (مرد یا عورت) اعتکاف کی حالت میں ہو اس کے لئے رمضان کی رات کو بھی جماع کرنا حرام ہے۔ حالانکہ رمضان المبارک کی راتوں میں طلوع فجر تک مفطراتِ ثلاثہ (کھانا، پینا اور جماع کرنا) عام مسلمان روزہ دار کیلئے مباح اور جائز قرار دیا گیا ہے۔ رمضان کا اعتکاف، سُنتِ مؤکدہ کفایہ ہے۔ اگر بستی کا ایک شخص بھی نہ کرے تو سارے لوگ ترکِ سنت کے گنہگار ہوں گے اور اگر کوئی ایک شخص

بھی کرلے تو سب سے بوجھ اتر جائے گا۔اس کی دلیل ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی یہ حدیث ہے، فرماتی ہیں:

''بیشک نبی کریم ﷺ اپنے وصال مبارک تک رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے، پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں''

(مفہوم۔متفق علیہ)

حضرت امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ راوی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

''جس نے رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف کرلیا تو ایسا ہے کہ جیسے دو حج اور دو عمرے کئے''

(مفہوم۔بیہقی شریف)

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سنت اعتکاف کیلئے روزہ شرط ہے۔اعتکاف کا وقت غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے یعنی ۲۰ رویں روزے کا دن گزار کر بعد نماز عصر، غروب آفتاب سے قبل، بہ نیت اعتکافِ سنت، مسجد میں داخل ہو جائے اور شوال کا چاند دیکھ کر اعتکاف سے باہر آجائے۔ابو داؤد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں کہ معتکف پر لازم ہے کہ وہ اعتکاف کی نیت کے بعد نہ مریض کی عیادت کو جائے، نہ جنازے میں حاضر ہو، نہ عورت کو ہاتھ لگائے، اور نہ اس سے مباشرت کرے اور نہ حاجت کیلئے جائے مگر اس حاجت کیلئے جا سکتا ہے جو ضروری ہے اور اعتکاف بغیر روزے کے نہیں اور اعتکاف جماعت والی مسجد میں کرے۔(بہار شریعت، حصہ۵، ص۹۸، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گجرات، پاکستان)

فلسفۂ اعتکاف:

جس طرح ہر عمل کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن، اسی طرح اعتکاف کا بھی ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔بظاہر تو معتکف دنیا سے کنارہ کش ہو کر گوشہ نشین ہو جاتا ہے۔لیکن یہ باطن یہ عمل اس اخلاص کے حصول کا ذریعہ بنتا ہے جس کا اس آیت کریمہ میں حکم دیا جا رہا ہے:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ (البینۃ:۵)

ترجمہ:''اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے (یعنی اخلاص کے ساتھ)''(کنزالایمان)

جس طرح صوم کا مقصد ''لعلکم تتقون'' یعنی ایک مومن میں تقویٰ و طہارت کے ساتھ زندگی گزارنے کی صلاحیت پیدا کرنا ہے۔اسی طرح اعتکاف کا مقصد رہبانیت نہیں بلکہ مومن کے قلب میں دین کی حفاظت کا جذبہ، احوالِ نفس کی جستجو، خیالات کی یکسوئی کے ساتھ توجہ الی اللہ اور اخلاص کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی حصول کی خاطر عبادت گزاری کا جذبۂ صادق بیدار کرنا ہے۔

اگر یہ اعتکاف یا خلوت نشینی سید عالم ﷺ کی سچی محبت اور ان کی اتباع کے جذبہ سے سرشار ہو کر کی جائے گی تو اس کا ثمرہ مومن کی آئندہ زندگی پر صفائے قلب، ذکرِ الٰہی کی حلاوت، عبادتِ الٰہی میں لذت و سرور اور ''قلبِ مطمئنہ'' کی صورت میں ظاہر ہوگا۔حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی قدس سرہ العزیز اپنی کتاب ''اربعین'' میں ارشاد فرماتے ہیں:

''اعتکاف کا معنی یہ ہیں کہ آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ تمام اعضاء کو ان کی معمولی اور معتاد حرکتوں سے روک لیا جائے اور یہ بھی ایک قسم کا روزہ ہے۔چنانچہ رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ ''میری امت کی رہبانیت یہی ہے کہ وہ مساجد میں آبیٹھیں''

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے در پر بستر جمادیئے ہیں

حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ مزید فرماتے ہیں کہ:

''مسجد میں جانا، معتکف ہونا ایک عبادت ہے، مگر اس میں سات اعمال کی نیت ہوسکتی ہے لہذا اسی طرح اس کا اجر بھی کئی گنا ہوگا''

اوّل، یہ سمجھنا کہ مسجد اللہ کا گھر ہے اور یہاں آنے والا شخص گویا خدا کی زیارت کیلئے آتا ہے، پس مسجد میں داخل ہوتے وقت تم یہی نیت کرو، کیونکہ رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ ''جو شخص مسجد میں آیا وہ اللہ کی زیارت کو آیا'' اور چونکہ زیارت کو آنے والے شخص کی عزت ہوا کرتی ہے لہذا حق تعالیٰ اپنے زائر کا جتنا اکرام فرمائے گا اس کو تم خود سمجھ سکتے ہو کہ کیا کچھ ہوگا!!!

دوم، مرابطہ یعنی نماز کے انتظار کی نیت کرو کہ حق خداوندی کی حفاظت کے لئے اپنے کو محبوس بنائے ہوئے اور گویا وقف کئے ہوئے پس خدائے تعالیٰ کا حکم ''وَرَابِطُوا'' کی تعمیل ہوگی اور اس کا اجر جداگانہ ملے گا۔

سوم، اعتکاف کی نیت کرو اور اعتکاف کے معنی یہ ہیں کہ آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ تمام اعضاء کو ان کی معمولی اور معتاد حرکتوں سے روک لیا جائے اور یہ بھی ایک قسم کا روزہ ہے چنانچہ رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں:

''میری امت کی رہبانیت یہی ہے کہ وہ مساجد میں آ بیٹھیں''

چہارم، خلوت کی نیت کرو کہ مشاغل مرتفع ہونے سے فکرِ آخرت کی استعداد پیدا اور ذکر الٰہی کے سننے اور سنانے کے لئے تجرد و عزلت حاصل ہو، دیکھو! رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں:

''جو شخص مسجد کی جانب اس لئے روانہ ہو کہ اللہ کا ذکر کرے یا سنے تو وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثل ہے''

پنجم، اس کی نیت کرو کہ جو لوگ بے نمازی ہیں ان کو تنبہ ہوگا اور نماز کو بھولے ہوئے لوگ بھی تمہاری دیکھا دیکھی نماز کو اٹھ کھڑے ہوں گے، پس تمہارا نماز کے لئے اٹھنا امر بالمعروف اور نھی عن المنکر بن جائے گا کہ کار خیر کی ترغیب دی اور معصیت سے روکا اور اسی وجہ سے ان کے ثواب میں تم بھی شریک ہوئے۔

ششم، مسجد میں جانے (اور اعتکاف) سے تمہیں دوسرے مسلمانوں سے کچھ نہ کچھ اُخروی فائدہ حاصل ہوگا جو تمہارے لئے دار آخرت کا ذخیرہ بنے گا۔

ہفتم، خدا کے گھر میں بیٹھو گے تو کچھ شرم و حیاء آئے گی اور گناہ کی جرأت کم ہوجائے گی کہ حاکم کی یاد اور اس کا ہر وقت خیال رہنا اس کی مخالفت سے روکتا ہے، لہذا اس کی بھی نیت کروگے''

تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا

(امام غزالی، اردو ترجمہ ''تبلیغ دین'' مطبوعہ ادارۃ المعارف، کراچی، ص ۲۶۸ تا ۲۶۹)

غرض کہ حالتِ اعتکاف میں ہر عمل ہزاروں نیکیوں کے اجر کا باعث بنتا ہے اور معتکف حضراتِ مقربین کے درجات میں شامل ہوجاتے ہیں۔

غور سے دیکھا جائے تو بحالتِ روزہ اعتکاف کا یہ دس روزہ عمل خود کو پہچاننے اور اپنے آپ کو مکمل طور پر اپنے مالک و مولیٰ کے سپرد کردینے کا نام ہے۔ اگر بندہ واقعی اخلاص کے ساتھ روزے کی حالت میں یہ عمل انجام دینے میں کامیاب ہوجاتا ہے تو

ایک بڑے مقام پر فائز ہو جاتا ہے اور وہ ''راضی برضا'' کا مقام ہے اور وہ اپنی بقیہ زندگی تقویٰ اور رضائے الٰہی میں بسر کرتا ہے۔ محبوب سبحانی، قطب ربانی، پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اس مقام کی رفعت و بلندی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی تصنیف ''فتح الربانی'' میں فرماتے ہیں کہ:

''اگر تو دنیا و آخرت کی بادشاہت چاہتا ہے تو اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دے، پس اپنے نفس پر اور دوسروں پر حاکم و سردار بن جائے گا''

مزید فرماتے ہیں کہ:

''جس کو (یہ مقام یعنی) اللہ کی معیت نصیب ہو جاتی ہے وہ کسی چیز سے نہیں ڈرتا''

(ص۲۱۲، اردو ترجمہ فیوض یزدانی، مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی)

بہرنوع جو بندہ خلوصِ دل کے ساتھ بحالتِ روزہ اعتکاف میں بیٹھ کر خلقِ خدا اور لوازماتِ حیات سے منہ موڑ کر، صرف اللہ کا ہو کر، اس کی عبادت میں مشغول رہتا ہے اور سید عالم ﷺ کی سچی محبت کے ساتھ ان کی پیروی کرتے ہوئے، اپنی روحانیت کی ترقی کے لئے کوشاں رہتا ہے تو اس عملِ اعتکاف کی برکات اس کے تمام اوقات و ساعات پر تادمِ واپسیں نازل ہوتی رہیں گی اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے قلب کو علم و حکمت اور عرفانِ سرمدی کا ایسا مرکز بنا دیتا ہے جس سے چشمے ابل ابل کر اس کی زبان سے جاری ہو جاتے ہیں۔

اعتکاف کے روحانی فائدے:

مسجد میں گوشہ نشینی کے متعدد روحانی فوائد ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

پہلا فائدہ: عبادت، آیاتِ الٰہی میں غور و فکر، اپنے نفس کی معرفت کے ذریعہ رب تعالیٰ کی معرفت کا حصول، اللہ تعالیٰ کے دربار کی حاضری اور اور حضوری، خالق و مالک کے ساتھ گفتگو اور مناجات سے انس حاصل کرنا، نیز دنیا اور آخرت کے معاملات میں اللہ تعالیٰ کے اسرار معلوم کرنے میں مشغول ہونا، یہ تمام باتیں فراغت کا تقاضہ کرتی ہیں، لہٰذا رمضان المبارک کے مقدس اور روحانی ماحول میں اعتکاف کے ذریعہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے گھر میں گوشہ نشینی اس اہم کام کی طرف ایک بہترین وسیلہ ہے۔ اعلان نبوت سے قبل سید عالم ﷺ کا غارِ حرا شریف میں کئی کئی دنوں تک معتکف ہونا انہی مقاصد کے حصول کی طرف مشیر ہے۔ جب آپ کے قلب میں نورِ نبوت مضبوط ہو گیا تو مخلوق ان مقاصد کے حصول میں آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کے مشاہدے اور حضوری میں رکاوٹ نہیں رہی، آپ جسم اقدس کے ساتھ مخلوق کے قریب اور دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہوتے۔

ادھر مخلوق میں شامل ادھر اللہ سے واصل
خواص اس برزخِ کبریٰ میں ہے حرفِ مشدّد کا

عمل اعتکاف مربّی عالم ﷺ کے غلاموں میں بھی ایسی روحانی صلاحیت پیدا کر دیتا ہے کہ مخلوقِ خدا کے اندر رہتے ہوئے بھی ان کا رشتہ اپنے رب سے استوار رہتا ہے اور ان کی زندگی ''دست بکار و دل بیار'' کا آئینہ ہوتی ہے۔

دوسرا فائدہ: حالتِ اعتکاف میں انسان ان گناہوں سے محفوظ رہتا ہے جو عام طور پر خلقِ خدا سے میل جول کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، خاص طور سے ان چار معاشرتی گناہوں سے:

(۱) غیبت، (۲) چغلی، (۳) ریاکاری

(۴) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے باز رہنا۔

ان کے علاوہ اعمال و اخلاق خبیثہ کی چوری چھپے دل میں

خواہش پیدا ہو جانے سے بھی محفوظ رہتا ہے۔

تیسرا فائدہ : مسجد میں گوشہ نشینی کی وجہ سے انسان فتنوں اور جھگڑوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس طرح اپنے دین اور نفس دونوں کو بچاتا ہے۔

چوتھا فائدہ: لوگوں کے شر اور برے ساتھوں سے نجات ملتی ہے

پانچواں فائدہ: معتکف سے لوگوں کی اور لوگوں کی معتکف سے حرص و طمع منقطع ہو جاتی ہے۔ وقت ضائع ہونے سے بچتا ہے اور یہی وقت انسان اپنے نفس کی اصلاح اور ذکر اللہ کی مشغولیت میں استعمال کرتا ہے۔

چھٹا فائدہ: حکیم جالینوس کا قول ہے کہ ہر شے کا ایک بخار ہے اور روح کا بخار بوجھل (بیکار) شخص کا دیکھنا (صحبت) ہے۔

مسجد کی گوشہ نشینی کی حالت میں انسان کی نہ صرف بوجھل اور بے وقوف لوگوں کو دیکھنے سے جان چھوٹ جاتی ہے بلکہ وہ ان کی سفاھت (بیوقوفی) اور بد اخلاقی سے بھی محفوظ ہو جاتا ہے جو اس کے لئے روحانی اذیت کا باعث بنتی ہے۔ اس طرح وہ غیبت بدگمانی، حسد، چغل خوری، بے جا کی دشمنی اور ایسے دیگر تمام امور سے جو فساد دین کی طرف لے جاتے ہیں، بچ جاتا ہے۔

فضائلِ شبِ قدر :

شبِ قدر برکت والی رات کو کہتے ہیں اس کی فضیلت قرآنِ کریم اور احادیث مبارکہ سے صراحتاً ثابت ہے۔ اس رات کی اہمیت و فضیلت سمجھنے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ اس ایک شب کی عبادت ان ہزار مہینوں کی عبادتوں سے افضل ترین ہے جو شبِ قدر سے خالی ہیں۔ ارشاد ربِ العلیٰ ہے : (سورۃ القدر)

اِنَّـآ اَنْزَلْنٰـهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْـلَةُ الْـقَدْرِ ۵ خَیْـرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَـزَّلُ الْـمَلٰٓئِکَةُ وَالـرُّوْحُ فِیْهَـا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ ۝ سَـلٰمٌ قف هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

ترجمہ: ”بیشک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے، وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک“ (کنزالایمان)

شب قدر کی فضیلت میں متعدد احادیث مروی ہیں جن میں سے چند پیش کی جاتی ہیں:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں :

”جس نے ایمان و یقین کے ساتھ روزے رکھے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جو شب قدر میں ایمان و یقین کے ساتھ قیام کرے (یعنی نوافل، تلاوتِ قرآن، ذکرواذکار، دعا، درود و اِستِغفَار میں مشغول رہے) تو اس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں“

(مفہوم۔ بخاری شریف)

(۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

”(مبارک) مہینہ تم میں آیا ہے اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، تو جو شخص اس کی برکتوں سے محروم رہا وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا اور نہیں محروم رکھا جاتا ہے اس کی بھلائیوں سے مگر وہ جو بالکل بےنصیب ہو“ (مفہوم۔ ابن ماجہ)

(۳) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے آخری

عشرہ کی طاق راتوں میں (یعنی ۲۱ رویں، ۲۳ رویں، ۲۵ رویں، ۲۷ رویں، اور ۲۹ رویں میں) شب قدر کو تلاش کرو'' (مفہوم۔ بخاری شریف)

(۴) سید عالم ﷺ سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اگر مجھے شب قدر مل جائے تو میں کیا کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (ترمذی شریف)

ترجمہ ''اے مولا! تو معاف کرنے والا ہے، معافی پسند فرماتا ہے، پس تو مجھ کو معاف فرمادے''

بعض بزرگوں نے رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اپنے تجربے اور وارداتِ قلبی کی بناء پر شبِ قدر کے تعین کی سعی فرمائی ہے:

۱.........حضرت اُبَیّ بن کعب و حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما و اکثر ائمہ کا قول ہے کہ شب قدر ستائیسویں شب ہے۔

(تفسیر صاوی شریف)

۲.........صاحب مدارک التنزیل علامہ عبداللہ بن احمد نسفی علیہ الرحمۃ شب قدر کے تعین کے بارے میں ۲۷ رویں شب ہی کو ترجیح دیتے اور اس سلسلہ میں دیگر دلائل کے علاوہ وہ امام الائمہ، حضرت سیدنا امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بطور دلیل نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ لیلۃ القدر کے سلسلے میں حلفیہ بیان فرماتے تھے کہ وہ رمضان المبارک کی ۲۷ رویں ہی شب ہے، اور اسی پر جمہور کا عمل ہے۔ (مدارک التنزیل)

۳.........الفاظِ قرآن، جو سورۂ قدر میں آئے ہیں ان کی تفسیر میں بھی بعض علماء نے اسی شب کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مثلاً سورۃ القدر میں ''لیلۃ القدر'' تین بار آیا ہے، حروف تہجی کے اعتبار سے ''لیلۃ القدر'' میں ۹ رحروف ہیں۔ لہذا تینوں ''لیلۃ القدر'' کے حروف کو اگر جمع کیا جائے تو حاصل جمع ۲۷ رکا عدد آتا ہے (۹×۳=۲۷)

ان تمام علمی گفتگو کے باوجود روایتِ احادیث کے پیش نظر حق یہ ہے کہ اواخرِ رمضان کے پورے عشرہ میں نوافل، استغفار، دعا و درود کے ساتھ شب بیداری کا عمل جاری رکھنا چاہیے، بالخصوص اس کی طاق راتوں میں اس کا ضرور اہتمام کرنا چاہیے چونکہ سید عالم ﷺ نے ان راتوں میں تلاش، جدوجہد اور ریاضت کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے بعض علماء کا مؤقف یہ ہے کہ اواخرِ رمضان المبارک کے عشرہ کی ہر رات عبادت و ذکر الٰہی میں بسر ہونی چاہیے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ شب قدر کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر آخری عشرہ دس دن کا ہے (یعنی ۳۰ رکا شوال کا چاند نظر آئے) تو ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ راور ۲۹، رمضان المبارک کی راتیں، طاق راتیں قرار پاتی ہیں لیکن اگر شوال کا چاند ۲۹ ررمضان المبارک کو نظر آیا تو آخری عشرہ ۹ ردن کا ہوگا اس اعتبار سے طاق راتیں ۲۸، ۲۶، ۲۴، اور ۲۲ رمضان المبارک کی ہوں گی۔ چونکہ ہلال رویت کی شب کا ہمیں علم نہیں ہوتا اس لئے بہتر یہی ہے کہ روزہ دار آخری عشرہ کی ہر شب میں قیام کرلے تاکہ وہ صحیح معنوں میں لیلۃ القدر کی برکات کا مستوجب بنے۔ (واللہ اعلم)

بہر حال اگر کسی شخص کے لئے کسی وجہ سے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تمام شب عبادت و تلاوت اور ذکر کے لئے جاگنا ممکن نہ ہو سکے تو وہ کم از کم یہ کرے کہ ان راتوں میں نماز عشاء باجماعت پڑھ کر سوجائے پھر آدھی شب یا دو تہائی شب کو گزار کر اٹھ بیٹھے، عبادت و تلاوت کلام پاک ذکر و اذکار اور درود و سلام میں مشغول رہے، سحری کھا کر پھر انہی وظائف میں مشغول رہے اور فجر

کی نماز باجماعت ادا کر۔
اشراق پڑھے۔ پھر چاہے
شب قدر کی اہمیت کو پہچا
حتی المقدور خود متمتع ہو
دلائے۔ ان راتوں
ہوٹل و بازار کی رونق
کرکٹ وغیرہ اور د
سید عالم، رحمت مج
شب قدر کے محرو
سے بڑی محرومی او
سے پناہ میں رکھے
اٹھائے۔ (امین بجا
روایات
جبرئیل علیہ الصلوٰۃ و
ہیں اور ان کے ہمر
ہیں۔ وہ اپنے ساتھ
پر نصب کرتے ہیں
کی چھت پر اور چو
اور عورت کے گھر
ہیں لیکن اس نعمت
تعلق کرنے وا
علاوہ دیگر فرشتے
ﷺ کی اُمت
اس شب، طلوع
ہیں (صاوی شر

کی نماز باجماعت ادا کرے۔طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد نماز اشراق پڑھے۔پھر چاہے تو کچھ دیر آرام کرلے۔مطلب یہ ہے کہ شب قدر کی اہمیت کو پہچاننا چاہیئے۔اس کی برکات اور رحمتوں سے حتی المقدور خود متمتع ہو اور اپنے اہل وعیال کو بھی اس کی رغبت دلائے۔ان راتوں کے مبارک لمحات کو سیر وتفریح، خوش گپیوں، ہوٹل و بازار کی رونقوں کے نظارے، ٹی.وی، ریڈیو، کھیل کود، کرکٹ وغیرہ اور دیگر لایعنی اور فضول باتوں میں نہ گنوائے کہ کہیں سید عالم، رحمت مجسم ﷺ کے ارشاد مبارک کے مطابق اس کا نام شب قدر کے محرومین میں نہ لکھ لیا جائے۔کسی امتی کے لئے اس سے بڑی محرومی اور کیا ہوسکتی ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اس سے پناہ میں رکھے اور سرکار دو عالم ﷺ کے سچے غلاموں میں اٹھائے۔(آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

روایات میں آتا ہے کہ شبِ قدر میں حضرت سیدنا جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سدرۃ المنتہیٰ سے زمین پر تشریف لاتے ہیں اور ان کے ہمراہ سدرۃ المنتہیٰ پر مامور تمام فرشتے بھی ہوتے ہیں۔وہ اپنے ساتھ چار جھنڈے لاتے ہیں، ایک جھنڈا گنبدِ خضریٰ پر نصب کرتے ہیں، دوسرا بیت المقدس کی چھت پر، تیسرا مسجدِ حرام کی چھت پر اور چوتھا طور سینا کی چوٹی پر گاڑتے ہیں اور ہر مومن مرد اور عورت کے گھر میں تشریف لے جاتے ہیں اور انہیں سلام کہتے ہیں لیکن اس نعمت سے شرابی، قاطعِ رحم یعنی رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والے اور سود کھانے والے محروم رہتے ہیں۔ان کے علاوہ دیگر فرشتے بھی نازل ہوتے ہیں اور سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ کی اُمت کے ہر روزہ دار (شب زندہ دار) مرد اور عورت کیلئے اس شب، طلوع فجر تک، مغفرت ورحمت کی دعا میں مشغول رہتے ہیں (صاوی شریف)

شب قدر کے اعمال وظائف:

جس طرح شب قدر کے فضائل وبرکات بے انتہا ہیں اسی طرح اس شب کے اعمال ووظائف اور عبادت وذکر واذکار کی تفاصیل بھی ضبط تحریر میں نہیں لائی جاسکتی ہیں۔سید عالم ﷺ کے تربیت یافتہ صحابۂ کرام اور ان کے تربیت یافتہ تابعین، تبع تابعین اور صلحائے امت، اپنے اپنے ذوق، اور قلبی کیفیات کے مطابق عبادات اور اوراد ووظائف میں مشغول رہے ہیں، ان میں سے چند عوام الناس کے استفادہ کے لئے پیش ہیں:

۱----جو اس رات میں چار رکعات پڑھے اور ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ سورۂ قدر ایک بار اور سورۂ اخلاص ۲۷ ربار پڑھے تو اس نماز کا پڑھنے والا گناہوں کی کثافت سے ایسا پاک وصاف ہوجائے گا کہ گویا آج ہی پیدا ہوا اور اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں ہزار محلات عطا فرمائے گا۔

۲----بعض روایات میں ہے کہ جو شخص شب قدر میں چار رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ سورۂ قدر ۳ رمرتبہ اور سورۂ اخلاص ۵۰ مرتبہ پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد سجدہ میں جاکر ایک مرتبہ پڑھے:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

اس کے بعد جو دعا مانگے قبول ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس کو بے انتہا نعمتیں عطا کرے گا اور اس کے کل گناہ معاف فرمادے گا

(غنیۃ الطالبین)

۳----صلوٰۃ التسبیح: اس نماز میں بے انتہا ثواب ہے۔بعض علماء کا قول ہے کہ اس کے فضائل وبرکات اس قدر زیادہ ہیں کہ اگر کوئی اس کو سن لے تو کبھی ترک نہیں کرے سوائے دین میں سستی کرنے والے کے۔

ابو داؤد اور ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ سید عالم ﷺ نے اپنے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ:

''اے چچا کیا میں آپ کو عطا نہ کروں؟ کیا میں آپ کو بخشش نہ دوں؟ کیا میں آپ کو نہ دوں؟ کیا آپ کے ساتھ احسان نہ کروں؟ دس خصلتیں ہیں کہ جب آپ انہیں کریں (یعنی جو کام میں بتانے جارہا ہوں) تو اللہ آپ کے گناہ بخش دے گا۔ اگلا[۱] پچھلا[۲]، پرانا[۳]، نیا[۴]، جو بھول[۵] کر کیا، جو قصداً[۶] کیا، چھوٹا[۷] اور بڑا[۸]، پوشیدہ[۹] اور ظاہر[۱۰]''

اس کے بعد آپ ﷺ نے صلوٰۃ التسبیح کی ترکیب تعلیم فرمائی، پھر فرمایا:

''اگر ہو سکے تو روزانہ ایک بار پڑھیں، اگر روزانہ نہ ہو سکے تو ہر جمعہ میں ایک بار، اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر ماہ میں ایک بار، اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو سال میں ایک بار اور یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک بار ضرور پڑھ لیں'' (مفہوم)

حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہما سے مروی، صلوٰۃ التسبیح کی ترکیب درج ذیل ہے:

۱- صلوٰۃ التسبیح کی نیت سے چار رکعت نماز پڑھے۔

۲- پہلی رکعت میں بعد ثناء پندرہ (۱۵) بار تسبیح پڑھے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

۳- پھر حسب دستور تعوذ، تسمیہ، سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے اور اس کے بعد یہی مندرجہ بالا تسبیح ۱۰ (دس) بار پڑھے۔

۴- پھر رکوع میں جائے اور کم از کم ۳ / بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہنے کے بعد مذکورہ تسبیح ۱۰ (دس) بار پڑھے۔

۵- پھر رکوع سے سر اٹھا کر قیام کرے اور بعد سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ (اور اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہنے کے بعد) ۱۰ (دس) بار یہی تسبیح پڑھے۔

۶- پھر سجدہ میں جائے اور حسب دستور ۳ / بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھنے کے بعد مذکورہ تسبیح ۱۰ (دس) بار پڑھے۔

۷- پھر سجدہ سے سر اٹھا کر بیٹھے (جلسہ میں) اور ۱۰ (دس) بار مذکورہ تسبیح پڑھے۔

۸- پھر دوسرا سجدہ کرے اور اس میں بھی پہلے سجدے کی طرح سجدے کی تسبیح کے بعد دس بار مذکورہ تسبیح سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط پڑھے۔ یہ ایک رکعت میں کل پچھتر (۷۵) بار تسابیح ہوئیں۔ اسی طرح ہر رکعت میں ۷۵ بار مذکورہ تسبیح پڑھی جائیں گی، کل ۳۰۰ / (تین سو) بار ۴ / رکعت میں پڑھی جائیں گی۔

۹- دوسری رکعت میں الحمد شریف سے پہلے ۱۵ بار اور سورۃ کی قرأت کے بعد دس بار بقیہ رکوع قومہ، دونوں سجدوں اور ان کے درمیان (جلسہ میں) پہلی رکعت کی طرح (یعنی سیریل نمبر ۴ سے ۸ تک کا عمل) تسبیحات پڑھی جائیں گیں۔

۱۰- دوسری رکعت مکمل کر کے جب قعدۂ اولیٰ میں بیٹھیں تو التحیات کے بعد درود ابراھیمی اور دعا پڑھی جائے گی۔

یاد رہے قعدۂ اولیٰ میں مذکورہ تسبیحات نہیں پڑھی جائیں گی چاہے قعدۂ اولیٰ ہو یا قعدۂ اُخریٰ، بغیر سلام پھیرے تیسری رکعت کے لئے قیام کیا جائے گا۔ پہلے ثناء پڑھی جائی گی اور مذکورہ تسبیحات پہلی اور دوسری رکعت کی طرح تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی اسی طرح پڑھی جائیں گی اور قعدۂ اُخریٰ میں التحیات، درود ابراھیمی اور دعا کے بعد سلام پھیرا جائے گا۔ اس میں اختلاف ہے کہ صلوٰۃ التسبیح کی ان چار رکعتوں میں کون سے سورتیں پڑھی جائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے چار سورتوں

ستور ۳ بار سُبحان
(دس) بار پڑھے۔
سہ میں) اور ۱۰ (دس)

ابھی پہلے سجدے کی
سُبحان اللہ
پڑھے۔ یہ ایک
سی طرح ہر رکعت
۳۰۰ (تین سو) بار

، پہلے ۱۵ بار اور سورۃ
ونوں سجدوں اور ان
ح (یعنی سیریل نمبر ۴
-
رۂ اولیٰ میں بیٹھیں تو
ئے گی۔
تسبیحات نہیں پڑھی
، بغیر سلام پھیرے
ناء پڑھی جائے گی اور
ح تیسری اور چوتھی
رقعدۂ اُخریٰ میں
جائے گا۔ اس میں
کون سے سورتیں
ما سے چار سورتوں

کا پڑھنا منقول ہے:

- پہلی رکعت میں سورۃ التکاثر
- دوسری رکعت میں والعصر
- تیسری میں الکافرون
- چوتھی میں الاخلاص

بعض نے کہا سورۂ حدید، حشر، صف اور تغابن لیکن صحیح یہ ہے کہ جو سورت یاد ہوں اور آسانی سے پڑھ سکتا ہے پڑھے۔ تسبیح کی گنتی شمار کرنے کیلئے نہ تسبیح کا شمار، دانہ استعمال کرے نہ انگلیوں پر گنے بلکہ ہو سکے تو دل میں شمار کرے ورنہ ہاتھ کی انگلیاں دبا کر شمار کرے۔

یہ نماز روزانہ وقت غیر مکروہ میں پڑھی جا سکتی ہے، لیکن بابرکت راتوں میں خصوصاً رمضان المبارک اور شب قدر میں اس کو ضرور پڑھنا چاہیے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس نماز میں سلام سے پہلے ایک دعا بھی مروی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ تَوۡفِیۡقَ اَھۡلِ الۡھُدٰی وَاَعۡمَالَ اَھۡلِ الۡیَقِیۡنِ وَمُنَاصَحَۃَ اَھۡلِ التَّوۡبَۃِ وَعَزۡمَ اَھۡلِ الصَّبۡرِ وَجِدَّ اَھۡلِ الۡجَنَّۃِ وَطَلَبَ اَھۡلِ الرَّغۡبَۃِ وَتَعَبُّدَ اَھۡلِ الۡوَرَعِ وَعِرۡفَانَ اَھۡلِ الۡعِلۡمِ حَتّٰی اَخَافَکَ . اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ مَخَافَۃَ تَحۡجُزُنِیۡ عَنۡ مَّعَاصِیۡکَ حَتّٰی اَعۡمَلَ بِطَاعَتِکَ عَمَلاً اَسۡتَحِقُّ بِہٖ رِضَاکَ وَحَتّٰی اَنَا صِحَکَ بِالتَّوۡبَۃِ خَوۡفًا مِّنۡکَ وَحَتّٰی اُخۡلِصَ لَکَ النَّصِیۡحَۃَ حُبًّا لَّکَ وَحَتّٰی اَتَوَکَّلَ عَلَیۡکَ فِی الۡاُمُوۡرِ حُسۡنِ ظَنِّ ۢ بِکَ سُبۡحٰنَ خَالِقِ النُّوۡرِ ط (ماخوذ۔ از، بہار شریعت، غنیۃ، عالمگیری، ردالمحتار)

خصوصی گزارش:

اس عظیم رات کی برکات اس امر کی متقاضی ہیں کہ مسلمان زیادہ سے زیادہ اس شب میں خیرات وصدقات نوافل وعبادات، تلاوت وسماعت قرآن کریم، ذکر الٰہی اور ذکر رسول میں مشغول رہیں، حمد ونعت اور صلوٰۃ وسلام کی محفلیں منعقد کریں۔ یا ایسی محفلوں میں شریک ہوں اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کریں اپنے والدین اہل وعیال اعزہ واقربا اور تمام امت مسلمہ مرحومہ کیلئے دعائے مغفرت کریں۔ اپنے مرحومین کی ارواح اور صلحاء واولیائے امت کیلئے ایصال ثواب کریں۔ نہایت تضرع وزاری کے ساتھ رحمت تمام، جملہ انبیاء ورسل کے امام محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے اپنے لئے، اپنے اہل خانہ، اعزہ واقرباء اور جملہ اہلسنت وجماعت اور پاکستان اور تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کی امن وسلامتی اور عفو وعافیت اور مغفرت کے لئے اللہ رحمٰن ورحیم سے دعا کریں۔ مجاہدین اسلام کی کامیابی اور یہود وہنود ونصاریٰ کی سازشوں سے مسلمانان عالم کے نجات پانے کی دعا کریں اس شب لایعنی باتوں اور خلاف شرع امور سے اجتناب کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس حقیر پر تقصیر کو اور تمام مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ سید المرسلین بالمؤمنین رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ الہ وصحبہ وسلم

☆☆☆

مژدہ باد اے عاصیو! ذاتِ خدا، غفار ہے
تہنیت اے مجرمو! شافع، شہ ابرار ہے

(حدائق بخشش)

دور و نزدیک سے

مرتبہ: شیخ ذیشان احمد قادری

عبداللہ عارف صدیقی فیضی (ایم۔اے)

(ایڈیٹر سہ ماہی مجلّہ ''اسلامی آواز'' یو۔پی، انڈیا)

خدا کرے کہ آپ خیریت سے ہوں ''معارف رضا'' کا تازہ شمارہ ملا ہر شمارہ اپنی نظیر آپ ہے بلا شبہ مسلک اعلیٰ حضرت کا یہ ایک حسین جھومر ہے جسے عروس سنیت کے ماتھے پر لگانا ہر سنی مسلمان کا فریضہ ہے۔ دیدہ زیب (حسن میں سادگی) ٹائیٹل مشمولات قابل صد تعریف و معلوماتی و پر مغز اداریہ بصیرت افروز اور دل و دماغ کو معطر کرنیوالا ہے۔ جب بھی کوئی تازہ شمارہ موصول ہوتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ میرے ہاتھوں میں تازہ گلاب آ گیا ہو جسے پڑھ کر مشام جاں معطر ہو جاتا ہے۔ ہم نے اپنے ادارے میں قادریہ لائبریری کا قیام عمل میں لایا ہے جس میں تین ہزار تک کتابیں موجود ہیں ''معارف رضا'' قادریہ لائبریری کی زینت بن رہا ہے اسے جاری رکھیں ساتھ ہی ساتھ اس محبوب جریدہ کے معرفت سربراہان ادارہ و کتابوں سے دلچسپی رکھنے والے حضرات سے اپیل ہے کہ رسائل و جریدہ بھیجکر لائبریری کو مستحکم کریں۔ رب قدیر اسے روز افزوں ترقی عطا کرے۔ آمین

احمد حسین طاہر رضوی

(ایف۔ایف۔سی لمیٹڈ، صادق آباد)

الحمدللہ ''معارف رضا'' نے پچھلے دو سال میں کافی ترقی کی۔ تقریباً کتابت کی غلطیوں سے پاک ہو گیا ہے۔ مضامین کے اندر بھی کافی نکھار اور ابھار آتا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلک اہلسنت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

''معارف رضا'' کے صفحات، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر قرآن سے محروم ہیں ان صفحات میں اگر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر اور تقاریر کے لئے چند صفحے مخصوص کر لیئے جائیں تو مجھ جیسے طالب علموں کو معارف رضا کی وساطت سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شاگردی کا شرف مل جائے گا۔ علاوہ ازیں بچوں کے لئے صفحہ بہت کم ملتا ہے۔ بہر کیف یہ مشورے ہیں۔ حالات، وقت اور آپ بہتر سمجھتے اور کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ احباب کی کوششوں کو قبول فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔
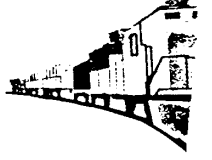
میاں فضل احمد حبیبی مجددی (گجرات)

مضامین اور صاحبان مضامین پر ایک نظر سیر کی پھر چیدہ مضامین کی سیر کی حمد باری تعالیٰ۔ نعت رسول مقبول ﷺ۔ تاریخ وصال، سلام رضا، پھر اپنی بات کے بعد احادیث موضوعہ ص ۱۷۔ فروغ رضویت میں خفیہ ملت کا کردار ص ۲۳، فتاویٰ رضویہ کا اسلوب تحریر ص ۲۹ امام احمد رضا کا نظریہ سائنس، ص ۶۹ حضرت بریلوی کے ایک گمنام مداح حضرت مولانا چوہدری محمد عبدالحمید خاں حمید رحمۃ، ص ۱۵۶ کو آج کی نشست پڑھا ہے۔ الحمدللہ طباعت میں حروف میں کہیں کوئی کمی نہیں پائی گئی۔ یہ ادارہ کا رکن اور ارکان کی انتھک محنت کا ثمرہ ہے۔ رسالہ کا ٹائیٹل سادہ ہونے کے باوجود بڑا دلکش ہے۔ سادگی میں وقار پایا جاتا ہے مضامین کی تعریف کی ضرورت نہیں نہ ان پر تبصرہ کی ضرورت ہے۔ پیرایہ اتنا خوبصورت ہے، نظروں سے گزر کر دل میں اتر گئے۔

محمد عامر طاسین (انچارج مجلس علمی لائبریری، کراچی)

آپ کے ادارہ و لائبریری کا ''مجلس علمی فاؤنڈیشن'' کے ساتھ علمی تعاون بصورت ''ماہنامہ معارف رضا'' جو کہ ہمارے قارئین کے لئے مسرت کا باعث ہے اور ان کی علمی اقدار کو آگے بڑھانے میں آپ کا مجلّہ ''معارف رضا'' ممد و معاون ثابت ہو رہا ہے، بالخصوص ایسے افراد جو کہ ہماری لائبریری میں تحقیق کی غرض سے آتے ہوں وہ افراد ان رسالہ و مجلّہ جات سے حوالے اور اپنے پسند کے علمی مضامین سے نوٹ فرماتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ آئندہ بھی ہمیں علمی طور پر سیراب کرتے رہیں گے۔

نعت و منقبت کا ایک تاریخی اور سدا بہار گلدستہ

زادِ راہِ بخشش ۱۴۲۰ھ

تحفۂ خوشتر ۱۹۹۹ء

ہیں وصافِ محبوبِ ربِّ العلیٰ سب
یہ حسّان و کافی رضا اور جامی
ہوں آباؤ اجداد کے پیچھے خوشتر
زبان و عقیدہ ہیں مثلِ تمامی

نتیجۂ فکر: حضرت مولانا محمد ابراھیم خوشتر صدیقی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

جناب خوشتر صاحب کے نعتیہ کلام کا پہلا مجموعہ "قسیمِ بخشش" کے نام سے ۱۹۹۴ء میں شائع ہو چکا ہے اب کلام خوشتر کا دوسرا حصہ "زادِ راہِ بخشش" کے نام سے عنقریب زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر اہلِ ذوق وسخن کی تشنگی بجھانے کا ساماں بن رہا ہے۔

ناشر: ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل

Coming Soon !

HUSSAM-UL-HARAMAIN

The Sword of Two sanctuaries on the Slaughter-point of blasphemy and falsehood

A'la Hazrat Imam Ahmad Raza Brailvi

English Rendering

Alhaj Bashir Hussain Nazim, Pride of Performance

Published by

IDARA-I-TAHQIQAT-E-IMAM AHMAD RAZA

Registered International, Karachi.